سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2011

(جمعتہ المبارک17، سوموار20، منگل21، بدھ،22، جمعرات23۔جون2011)
(یوم الجمع14، یوم الاثنین17، یوم الثلاثہ18، یوم الاربعاء19، یوم الخمیس20۔رجب المرجب1432ھ)

پندرھویں اسمبلی: ستائیسواں اجلاس

جلد27(حصہ دوم): شمارہ جات : 6تا10

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

ستائیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،17۔جون2011

جلد 27:شمارہ 6

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	------------	486
2۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	------------	488
3۔	نعت رسول مقبولﷺ	------------	489

	سرکاری کارروائی	
	بحث	
4۔	سالانہ بجٹ بابت سال12-2011 پر عام بحث(۔۔۔جاری) ------------	490
نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوموار،20۔جون2011	
	جلد 27:شمارہ 7	
5۔	ایجنڈا ------------	545
6۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	547
7۔	نعت رسول مقبولﷺ ------------	548
	تحاریک استحقاق	
8۔	سروسز ہسپتال لاہور کے ڈاکٹرز کا معزز ممبر اسمبلی کے ساتھ ناروا سلوک ------------	550
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
9۔	سالانہ بجٹ بابت سال12-2011 پر عام بحث(۔۔۔جاری) ------------	552
10۔	کورم کی نشاندہی ------------	623
11۔	سالانہ بجٹ بابت سال12-2011 پر عام بحث(۔۔۔جاری) ------------	623
	رپورٹیں(میعاد میں توسیع)	
12۔	آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹیں بابت سال08-2007 اور10-2009 کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔II کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	634
13۔	حکومت پنجاب کے آڈٹ پیراز سول ورکس اور کمرشل سول ریونیو وصولیاں بابت سال07-2006اور09-2008اوران پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	کی رپورٹ کے بارے میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر۔1 کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	635
14۔	تحاریک استحقاق بابت سال 10-2008 اور 2011 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------	636
15۔	سالانہ بجٹ بابت سال 12–2011 پر عام بحث (۔۔۔جاری) ------------	637

منگل، 21۔جون 2011

جلد 27: شمارہ 8

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
16۔	ایجنڈا ------------	662
17۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	670
18۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	671
	تعزیت	
19۔	شہید جمہوریت محترمہ بے نظیر بھٹو کے ایصال ثواب کے لئے دعائے مغفرت ------------	672
	تحاریک التوائے کار	
20۔	صوبہ میں خواتین پر جنسی تشدد اور ظلم وزیادتی میں مسلسل اضافہ (۔۔۔جاری) ------------	672
21۔	لاہور میں غیر قانونی سودی کاروبار کرنے والوں سے غریب اور ضرورت مند افراد کو پریشانی کا سامنا ------------	674
	پوائنٹ آف آرڈر	
22۔	حزب اختلاف کی معزز خاتون ممبر کو وزیر قانون کی جانب سے قتل کی دھمکیاں ------------	676
	تحاریک التوائے کار (۔۔۔جاری)	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
23-	سرکاری ملازمین کو اپنے بچوں کے تعلیمی وظائف حاصل کرنے میں مشکلات کا سامنا ----------	678
24-	صوبہ کے سرکاری ہسپتالوں میں ایم آر آئی میں استعمال ہونے والے مہنگے ترین انجکشنز کا عملہ کی ملی بھگت سے زائد المیعاد ہونا ----------	680
25-	ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال سرگودھا کے بالمقابل پیڈسٹرین برج کی تعمیر میں تاخیر سے عوام کو مشکلات کا سامنا ----------	682
26-	ضلع کچہری لاہور کے صدر مال خانہ سے کروڑوں روپے کی نشہ آور اشیاء اور قیمتی اسلحہ کی خورد بُرد کا انکشاف ----------	683
	سرکاری کارروائی	
	بجٹ	
27-	سالانہ بجٹ بابت سال 2011-12 کے مطالبات زر پر بحث اور رائے شماری ----------	685
	بدھ، 22- جون 2011	
	جلد 27: شمارہ 9	
28-	ایجنڈا ----------	758
29-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ----------	766
30-	نعت رسول مقبول ﷺ ----------	767
	تحاریک التوائے کار	
31-	منڈی مویشیاں شیر شاہ ٹاؤن (ملتان) کی آمدنی میں حکومت کو کروڑوں روپے کے خسارے کا سامنا ----------	772
32-	فاطمہ جناح ہاؤسنگ سکیم (ملتان) میں ایم ڈی اے کے عملہ	

	کی ملی بھگت سے حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان ------------	774
33۔	پی ایچ اے کی طرف سے زمین کی لیز میں متعلقہ قوانین کی خلاف ورزی ------------	779
	رپورٹ (جو پیش ہوئی)	
34۔	مسودہ قانون پنجاب فوڈ سیفٹی اینڈ سٹینڈرڈ اتھارٹی مصدرہ 2011 کے بارے	
	میں مجلس قائمہ برائے خوراک کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	781
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
35۔	مطالبات زر بابت سال 12-2011 پر بحث اور رائے شماری (۔۔۔جاری) ------------	783

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جمعرات، 23۔جون 2011	
	جلد 27: شمارہ 10	
36۔	ایجنڈا ------------	853
37۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	855
38۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	856
	تحاریک استحقاق	
39۔	ایس ایچ او تھانہ منڈی فیض آباد کا معزز ممبر کے ساتھ تضحیک آمیز روّیہ ------------	861
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
40۔	مسودہ قانون مالیات پنجاب مصدرہ 2011 ------------	863
41۔	منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ برائے سال 12-2011 کا	
	ایوان میں پیش کیا جانا ------------	877
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
42۔	مسودہ قانون پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی مصدرہ 2011 کے بارے میں مجلس	

	قائمہ برائے ہاؤسنگ واربن ڈویلپمنٹ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ----------	880
43۔	نیشنل فنانس کمیشن2009کے بارے میں سفارشات اور	
	وضاحتی یادداشت پر مبنی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	881
44۔	مسودہ قانون زیر غور لانے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	882
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
45۔	مسودہ قانون فوڈ اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2011 ------------	883
46۔	کورم کی نشاندہی ------------	896
47۔	مسودہ قانون فوڈ اتھارٹی پنجاب مصدرہ 2011(۔۔۔جاری) ------------	896
48۔	مسودہ قانون لاہور رنگ روڈ اتھارٹی مصدرہ 2011 ------------	906
81۔	انڈکس	

486

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 17۔ جون 2011

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سرکاری کارروائی

سالانہ بجٹ بابت سال 12-2011 پر عام بحث

488

صوبائی اسمبلی پنجاب

پندرھویں اسمبلی کا ستائیسواں اجلاس

جمعۃ المبارک، 17 ۔ جون 2011

(یوم الجمع، 14۔ رجب المرجب 1432ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 20 منٹ پر زیر صدارت

جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَآ أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ۝ وَلَآ أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ۝
أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُ ۝ بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَن
نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ۝ بَلْ يُرِيدُ الْإِنسَانُ لِيَفْجُرَ أَمَامَهُ ۝ يَسْأَلُ
أَيَّانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ ۝ فَإِذَا بَرِقَ الْبَصَرُ ۝ وَخَسَفَ الْقَمَرُ ۝
وَجُمِعَ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۝ يَقُولُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ أَيْنَ الْمَفَرُّ ۝ كَلَّا
لَا وَزَرَ ۝ إِلَىٰ رَبِّكَ يَوْمَئِذٍ الْمُسْتَقَرُّ ۝ يُنَبَّأُ الْإِنسَانُ يَوْمَئِذٍ
بِمَا قَدَّمَ وَأَخَّرَ ۝ بَلِ الْإِنسَانُ عَلَىٰ نَفْسِهِ بَصِيرَةٌ ۝ وَلَوْ أَلْقَىٰ مَعَاذِيرَهُ ۝

سُوْرَةُ الْقِيَامَةِ آیات 1 تا 15

ہم کو روز قیامت کی قسم (1) اور نفس لوامہ کی (کہ سب لوگ اٹھا کر کھڑے کئے جائیں گے) (2) کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ ہم اس کی (بکھری ہوئی) ہڈیاں اکٹھی نہیں کریں گے؟ (3) ضرور کریں گے (اور) ہم اس بات پر قادر ہیں کہ اس کی پور پور درست کر دیں (4) مگر انسان چاہتا ہے کہ آگے کو خود سری کرتا جائے (5) پوچھتا ہے کہ قیامت کا دن کب ہوگا؟ (6) جب آنکھیں چندھیا جائیں (7) اور چاند گہنا جائے (8) اور سورج اور چاند جمع کر دیئے جائیں (9) اس دن انسان کہے گا کہ (اب) کہاں بھاگ جاؤں؟

(10)بیشک کہیں پناہ نہیں (11)اس روز تیرے پروردگار ہی کے پاس ٹھکانا ہے(12)اس دن انسان کو جو(عمل)اس نے آگے بھیجے اور پیچھے چھوڑے ہوں گے سب بتا دیئے جائیں گے(13)بلکہ انسان آپ اپنا گواہ ہے(14)اگرچہ عذر و معذرت کرتا ہے(15)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

بنے ہیں دونوں جہاں شاہ دوسرا ﷺ کے لئے
سجی ہے محفل کونین مصطفیٰ ﷺ کے لئے
حضور ﷺ نور ہیں محمود ہیں محمد ہیں
جگہ جگہ نئے عنوان ہیں ثناء کے لئے
فراز طور پہ وہ بے نقاب کیوں ہوتے
کہ آشنا کی تجلی تھی آشنا کے لئے
میرے کریم ﷺ میرے چارہ ساز و بندہ نواز
تڑپ رہا ہوں تیرے شہر کی ہوا کے لئے

سرکاری کارروائی

بحث

سالانہ بجٹ بابت سال 12-2011 پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سالانہ بجٹ بابت سال 12-2011 پر بحث کا آغاز مورخہ 13۔جون 2011 کو ہوا تھا۔آج بھی بحث جاری رہے گی۔بحث میں حصہ لینے کے لئے میرے پاس آج سترہ مقررین کی فہرست موجود ہے۔ واضح رہے کہ کل مورخہ 11-06-16 کو میرے پاس چھہتر مقررین کی فہرست تھی جن میں سے صرف چونتیس مقررین نے بحث میں حصہ لیا باقی بیالیس ممبران اپنی باری پر ایوان میں حاضر نہیں تھے۔اِن معزز ممبران کو ایوان کے وقت کی سہولت سے آخر میں باقی مقررین کی تقاریر کے بعد وقت دیا جائے گا۔ واضح رہے کہ مورخہ 11-06-24 اور 11-06-27 کو ضمنی میزانیہ پر بحث ہو گی اور سالانہ بجٹ کی بحث میں حصہ نہ لے سکنے والے معزز ممبران کو اِن ایام میں موقع مل سکے گا۔ پچھلے چار دنوں میں اب تک صرف ساٹھ مقررین کی تقاریر ہو سکی ہیں لہذا میں معزز ممبران سے گزارش کروں گا کہ وہ سات منٹ میں اپنی تقریر مکمل کر لیں۔ معزز ممبران سے استدعا ہے کہ زیادہ سے زیادہ ممبران کو تقریر کا موقع فراہم کرنے کی غرض سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے سے گریز کریں۔اب میں احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب سے کہوں گا کہ وہ تقریر کا آغاز کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! یقیناً بجٹ کا لفظ ہی تخمینے کا دوسرا نام ہے لیکن تخمینے جو زمینی حقائق سے مطابقت نہ رکھتے ہوں اُن کی بنیادوں پر ہم قوموں کو کبھی بھی ترقی کی طرف نہیں لے جا سکتے کہ:

فیصلے جن سے ہوں وابستہ وطن کی قسمت کے
محض اندازوں پہ محمول نہیں ہو سکتے
اشارہ ابروئے شاہاں نہ سمجھنے والے
تیرے دربار میں مقبول نہیں ہو سکتے

جناب سپیکر! جس موضوع پر میں نے سب سے پہلے بات کرنی تھی آپ نے اُسی پر ایک نشاندہی کی ہے۔ امریکہ، UK اور ہمارے ہمسائے ملک بھارت میں ہمیشہ بجٹ چار یا پانچ مہینے پہلے پیش کیا جاتا ہے اور کم از کم سو دن سے زیادہ اُس پر بحث کی جاتی ہے۔ گزشتہ حکومت میں بجٹ پر تیس دن بحث ہوتی تھی مگر مقامِ افسوس یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے اُس کو مزید کم کر کے پندرہ یا بیس دنوں تک محدود کر دیا ہے، باوجود اس کے کہ گزشتہ ستر دن کی صوبائی اسمبلی کی کارروائی میں اٹھارہویں اور انیسویں ترمیم کے تحت دنوں کا اضافہ کر کے سو دنوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں ملک کی financial health کو بہتر کرنے کے لئے چند تجاویز دوں گا کہ بجٹ کو ہمیشہ سٹینڈنگ کمیٹیوں کے ذریعے پاس کیا جانا چاہئے۔ پی اینڈ ڈی اور فنانس میں زیادہ تر ڈی ایم جی یا پی سی ایس افسروں کی بجائے ہمیشہ professional لوگ جنہوں نے اکنامکس میں بی کام، ایم کام اور موجودہ subject کی تعلیم حاصل کی ہو، اُن لوگوں کی تعیناتیاں کی جانی چاہئیں۔ بجٹ کے دنوں میں ایوان کو بروقت شروع کر کے میرے خیال میں روزانہ کم از کم بارہ گھنٹے کام کرنا چاہئے۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ کل اسمبلی نے تقریباً بارہ گھنٹے کام کیا ہے اس لئے بجٹ کے دنوں میں ہم بارہ گھنٹے آسانی سے کام کر سکتے ہیں۔ تمام سیاسی پارٹیوں کو میری طرف سے ایک تجویز ہے کہ ہر سیاسی پارٹی کو ہر محکمے کے لئے اپنی strength کے مطابق تین تین، چار چار ممبران اسمبلی کو محکمے الاٹ کر دینے چاہئیں جو shadow cabinet یا shadow committee of the party کہلائے اور وہ پورا سال متعلقہ محکمے کی budgeting, monitoring اور evaluation کے لئے کام کرے تو یقیناً صوبہ کی financial health کو بہتر کیا جا سکتا ہے۔ آج کے دیئے ہوئے تخمینوں کے مطابق بجٹ کا حجم 963۔ارب روپے ہوگا جس میں فیڈرل ٹرانسفر 554۔ارب روپے ہوگی، 114۔ارب روپے Provincial receipts اور capital receipts میں ہمارے حکمرانوں نے تعین کیا ہے کہ 286۔ارب روپے اکٹھا کریں گے۔ اگر federal grants اور foreign assistance کو بھی 19۔ارب 60 کروڑ روپے شمار کر لیا جائے تو ہمارے بجٹ کا حجم 960۔ارب روپے ہوگا۔ فنانس کو نظر میں لاتے ہوئے اپنے صوبائی قرضوں کی طرف خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمارا صوبہ 492۔ارب روپے کا مقروض ہے جس میں 76۔ارب روپے domestic کی مد میں، 416۔ارب روپے foreign loans اور 59۔ارب 36 کروڑ روپے ہم نے اس سال سود کی مد میں ادا کرنے ہیں جس کے بارے میں ہمارے قائد ایوان نے ایک پالیسی بیان دیا ہے کہ آج کے بعد ہم قرض نہیں لیں

گے۔ اگر یہ بیان دیا ہے تو پورے زمینی حقائق کے مطابق اِن کو بتانا چاہئے تھا کہ 492۔ ارب روپے کے قرضوں کی ادائیگی کا ہمارا schedule کیسے ہو گا جس میں سے 416۔ ارب 6 کروڑ روپے بیرونی قرضے ہیں جن کی تفصیل میں، میں نہیں جانا چاہتا۔ کسی بھی سوسائٹی، صوبہ یا ملک کی معیشت کا انحصار اگر ہم نے judge کرنا ہو تو اس طرح کرنا چاہئے کہ اگر امیروں پر زیادہ سے زیادہ ٹیکس ہوں گے اور غریبوں پر کم سے کم ٹیکس ہوں گے تو ایسی معیشت کو دنیا کی اہم ترین معیشت قرار دیا جائے گا۔ سال 2002 سے 2008 میں direct ٹیکسوں کی 30 فیصد ratio جو امیروں سے وصول کئے جاتے ہیں اور indirect ٹیکسوں کی 70 فیصد ratio جو sales tax کی مد میں ہوتی تھی جو کہ ہر غریب آدمی پر لگتا ہے۔ ہماری حکومت نے اس ratio کو کم کر کے 25 فیصد direct taxes اور 75 فیصد indirect taxes کر دیا ہے۔ چونکہ ہماری budget books کے مطابق 22۔ ارب 96 کروڑ روپے کے direct taxes ہوں گے اور 65۔ ارب 55 کروڑ روپے indirect taxes ہوں گے جن کا مجموعہ 88۔ ارب 91 کروڑ روپے بنتا ہے جسے ہم tax revenue کہتے ہیں۔ یہ عجیب و غریب financial betterment ہے کہ جس میں غریبوں سے وصولی کو 5 فیصد بڑھا کر امیروں سے وصولی کو 5 فیصد کم کر دیا جائے۔ چونکہ direct taxes کا انحصار ہمیشہ افراد کی آمدن پر ہوتا ہے اور امیر لوگ جتنی زیادہ آمدن کریں گے اُس پر ٹیکس لگے گا لیکن indirect taxes وہ ہوتے ہیں جن کا تعلق sale اور utility کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ میں یہاں بتانا چاہتا ہوں کہ indirect taxes کا 75 فیصد جو موجودہ حکومت نے 70 سے بڑھا کر 75 فیصد کیا ہے، جس کی رقم 65 کروڑ روپے declare کی ہے وہ ٹیکس کون دے گا، جو بیت المال سے پیسے لیتا ہے، جو B.I.S.P سے پیسے لیتا ہے، جو زکوٰۃ و عشر سے پیسے لیتا ہے اور اس کی یہ utilities ہیں اور daily bills ہیں جن پر وہ ادائیگی کرے گا؟ یہ ہماری کیسی اچھی معیشت ہے جس کے اندر ضمنی بجٹ گزشتہ حکومت کے سال وار بڑھنے والے ضمنی بجٹ سے 5 فیصد زیادہ بڑھا ہے اور آج ہم نے وہ 87۔ ارب روپے خرچ کر دیئے ہیں جس کی اس معزز ایوان سے منظوری نہ لی گئی ہے۔ 387۔ ارب روپے کا بجٹ ہم نے announce کیا تھا جس میں سے 87۔ ارب روپے زیادہ خرچ کیا ہے جو ہماری اس utilities کا 23 فیصد سے زائد ہے۔

جناب سپیکر! عجیب و غریب بات ہے کہ ہم تخمینہ لگاتے ہیں کہ 2۔ ارب 84 کروڑ روپے وفاقی حکومت سے گرانٹس کی مد میں لیں گے لیکن جب سال مکمل ہوتا ہے تو ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہمیں 10۔ ارب 73 کروڑ روپے ملے ہیں۔ 8۔ ارب روپے کی گرانٹ وفاقی حکومت نے ہمیں زیادہ

دی ہے۔ معزز قائد ایوان سے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب وفاقی حکومت نے figures announce کئے کہ یہ ہم صوبوں کو دیں گے تو وہاں پر statement کیا آئی کہ یہ لفظوں کا ہیر پھیر ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ معزز قائد ایوان کو یہ نامناسب لفظ ادا نہیں کرنے چاہئیں تھے اور انہیں تاریخ دیکھنی چاہئے تھی کہ 2۔ارب 84 کروڑ روپے انہوں نے estimate دیا اور ہمارے وزیر اعظم نے 10۔ارب 73 کروڑ روپے دیا یعنی 8۔ارب روپے زائد دینے والوں پر اگر شک کیا جائے تو یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج میں اعلان کرتا ہوں کہ ساتویں این ایف سی ایوارڈ میں پیپلز پارٹی نے مفاہمت کی پالیسی کو آگے بڑھاتے ہوئے پاکستان کے تمام political stakeholders کو جو اسمبلی کے اندر موجود ہیں ان سے ایک متفقہ Provincial Financial Award sign کرایا جس کے اندر صوبوں کے پاس 07-2006 کے بجٹ کے اندر 41 percent Divisible Pool کے تحت صوبوں کو جاتا تھا۔ آج وہ رقم 41 فیصد نہ ہے بلکہ 57 فیصد ہے تو اس سے بڑی اور کیا political مفاہمت ہو سکتی ہے کہ ہم تمام اختیارات صوبوں کو اور پیسوں کی زیادہ تعداد صوبوں کو shift کرنے کی پالیسی کو سامنے لے کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں وزیر اعلیٰ پنجاب کو کہ انہوں نے ایسے این ایف سی ایوارڈ کو تسلیم کیا جس کے اندر چھوٹے صوبوں کو پنجاب کے مقابلے میں زیادہ رقم جاتی تھی۔ بلوچستان کا بجٹ تقریباً double ہو گیا، میں انہیں خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ یہ پاکستان کی تاریخ کے اندر ایک بہت بڑا lanemark اور milestone ہو گا کہ وہ چھوٹے صوبے جو علیحدگی کی بات کرتے تھے وہ زندہ دلان لاہور کے پاس لاہور میں کھڑے ہو کر وزیر اعلیٰ پنجاب اور وفاقی حکومت کا شکریہ ادا کر رہے ہیں کہ ہمیں آج 65 سالہ تاریخ کے اندر finances کے اندر زیادہ پیسے دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! ملکوں کی بہتری کے لئے ہمیشہ جب قوموں کی directions ٹھیک ہوتی ہیں تو اس وقت قومیں ترقی کرتی ہیں۔ میں ان milestones کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ 1973 کا آئین متفقہ طور پر پاس کرنا ہماری قوم کا سب سے بڑا milestone ہے، ساتویں این ایف سی ایوارڈ، اٹھارہویں اور انیسویں آئینی ترمیم اور provincial autonomy کو وفاقی حکومت کے تحت تمام political stakeholders کو اعتماد میں لیتے ہوئے انہیں ensure کرنا، میں اپنی قیادت کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے concurrent list کو ختم کر کے provincial autonomy کو ensure

کیا۔ کچھ حصہ ان political milestone کا ہماری صوبائی اسمبلی میں بھی آتا ہے کہ ہماری صوبائی اسمبلی نے پاکستان میں سب سے پہلے pre budget sessions کرا کے اس ادارے کو institutionalize کیا ہے۔ ہاں، میں مبارکباد پیش کرتا ہوں اپنی صوبائی اسمبلی کو کہ انہوں نے شیڈو بجٹ پیش کر کے اور شیڈو کابینہ کے idea کو سامنے لاکر جمہوریت کی مضبوطی کے لئے کام کیا ہے۔

جناب سپیکر! میں کچھ تلخ حقیقتوں کا بھی تذکرہ کرنا چاہتا ہوں اور وہ تلخ حقیقتیں کیا ہیں؟ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ملک اور صوبے کے اندر governance اور services کا وہ معیار نہیں ہے جو کہ ہونا چاہئے۔ میں بڑی تلخی کے ساتھ اور اپنے دل کے اندر بڑی تلخی کو محسوس کرتے ہوئے یہ محسوس کرتا ہوں کہ کسی بھی صوبے کا سپریم institution ہمیشہ اسمبلی ہوا کرتی ہے اور مضبوط ترین ادارہ اسمبلی کو ہونا چاہئے لیکن خدارا تسلیم کریں کہ ہمارا ادارہ مقتدر نہیں ہے، ہمارا ادارہ طاقتور نہیں ہے۔ میں تذکرہ کرنا چاہتا ہوں 1982 کی قراردادوں کا جن پر آج تک عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں تذکرہ کرنا چاہتا ہوں ان پی سی ایس افسران کی اس کمیٹی کی رپورٹ کا جس پر آج تک عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں تذکرہ کرنا چاہتا ہوں اسمبلی کے ان تمام قوانین کا جن کو ہماری بیوروکریسی اس طرح سے پاؤں میں روندرہی ہے اور بشمول تمام تحاریک استحقاق کے فیصلوں کا۔

جناب سپیکر! بات ہوئی ہے کہ آئین میں جس ادارے کو جو اختیار دیا ہے جب تک وہ اختیار وہ ادارہ استعمال نہیں کرتا اس اختیار کو کوئی اور ادارہ استعمال کر رہا ہو تو کبھی بھی اسمبلیاں، ادارے اور معاشرے ترقی نہیں کیا کرتے۔ وزیراعلیٰ پنجاب ایک ادارہ ہے، سپیکر ایک ادارہ ہے، ڈپٹی سپیکر ایک ادارہ ہے، منسٹر ایک ادارہ ہے، پارلیمانی سیکرٹری ایک ادارہ ہے، اس کے قائد ایک ادارہ ہیں، سپیشل کمیٹی اور سٹینڈنگ کمیٹی بھی ایک ادارہ ہے لیکن آج ذرا عوام کو بتائیے کہ کیا یہ تمام ادارے اپنے اپنے rules کے اندر، دیئے ہوئے قوانین کے اندر خود مختار ہیں؟ یقیناً دل کی آواز یہ ہے کہ یہ ادارے مضبوط نہیں ہیں لیکن یہ ایک اور افسوسناک بات ہے۔ یہ ادارے کبھی مضبوط نہیں ہو سکتے جب تک سیاسی پارٹیاں مضبوط نہ ہوں۔ سیاسی پارٹیاں مضبوط نہیں ہوتیں جب تک مقامی یونٹ، صوبائی کونسل، صوبائی عاملہ، مرکزی کونسل، مرکزی عاملہ اپنے اپنے اختیارات اور rules کے تحت دیئے ہوئے قوانین کے اندر مضبوط نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر! میں تذکرہ کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے اختیارات Punjab Government Rules of Business book کے اندر بڑی تصریحات سے بیان کئے گئے ہیں جس طرح چیف سیکرٹری کے اختیارات ہیں، آئی جی پی کے اختیارات ہیں، ڈی سی اوز اور ڈی پی اوز کے اختیارات ہیں۔ بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے جب ہمارے قائد ایوان اس Punjab Government Rules of Business کے اختیارات کو misuse کریں اور پھر وہ توقع کریں کہ وزراء اختیارات کو misuse نہ کریں یا چیف سیکرٹری نہ کرے تو یہ ممکن نہیں ہے۔ ہاں، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ Estacode اور Punjab Rules of Business book نے بڑی وضاحت کے ساتھ ایک بات کی ہے کہ ہر سیٹ کے لئے، آفیسر کے لئے، ایک طریق کار طے کر دیا گیا ہے کہ ان ان شرائط پر پورا اترنے والے آفیسر کو وہاں تعینات کیا جائے گا۔ میں صرف دو مثالیں دے کر اجازت چاہوں گا۔ پہلی مثال یہ ہے کہ ڈی سی او لاہور کی پوسٹ 21ویں سکیل کی ہے لیکن 19ویں سکیل کا آفیسر جو moveover پر ہے اور اس کا regular سکیل 18 ہے مگر اسے تعینات کیا گیا ہے۔ اس کے بعد یہ توقع کی جائے کہ راجن پور کا ڈی سی او rules کو avoid کرے گا یا اس کے بعد توقع کی جائے مظفر گڑھ کا ڈی سی او rules کو avoid کرے گا تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کابینہ کا ہر ممبر بے اختیار ہے لیکن اس کے باوجود اس ادارے کو مکمل کیا جانا چاہئے۔ کابینہ کے ممبران کو monitoring of the institution,monitoring & evolution of the department A.D.P کرنی چاہئے لیکن میں آج انہیں ایک ہی message یہ دوں گا کہ یہ بات درست ہے کہ جتنے بھی وزراء ہیں اُن کو ہمارے قائد ایوان نے اپنے محکموں کے اختیارات بھی نہیں دیئے لیکن اس کے باوجود ہمارے قائد ایوان جنہوں نے تمام اختیارات کو فیصل آباد کے گھنٹہ گھر کی طرح اپنے پاس رکھا ہوا ہے اگر یہ ان وزیروں کو منتقل کریں تو بہت زیادہ اچھائی اور تبدیلی آ سکتی ہے۔ میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ ہمارے قائد ایوان وزیر اعلیٰ پنجاب، چیف سیکرٹری، آئی جی پولیس، 35 سیکرٹریز، 36 ڈی پی اوز اور 36 ڈی سی اوز کے تمام اختیارات خود استعمال کر رہے ہیں اور اس قسم کی centralization of power پوری history میں کبھی بھی betterment of nation یا betterment of civil institutions نہیں ہو سکی۔ قصور کے ایک شاعر نے بڑی خوبصورتی سے مرزا صاحبہ کے قصوں کو اپنے لفظوں میں بیان کیا ہے۔ شاعر کہتے ہیں کہ:

جتّی حجرے شاہ مقیم دی اے وَل وَل عرض کرے
ہٹّی سڑے کراڑ دی جتھے دیوا نِت بلے
کتّی مرے فقیر دی جیہڑی ٹوں ٹوں نت کرے
پنج ست مرن گوانڈناں باقی سب نوں تاپ چڑھے
گلیاں ہو جان سنجیاں وِچ مرزا یار پھرے

جناب سپیکر! یہ پنجاب کا مرزا یار کسی فرد کو اختیارات کی تقسیم کی اجازت نہیں دیتا۔ میں یہاں پر ایک تجویز بلکہ مطالبہ کرتا ہوں کہ جس طرح وفاق میں ایک Bill پاس کر کے ممبران اسمبلی کی ٹریننگ کا ادارہ بنایا گیا ہے اسی طرح پنجاب میں بھی ایک ادارہ بنایا جانا چاہئے جس میں ارکان اسمبلی کو rules کی awareness، فنانس کی سوجھ بوجھ، بجٹ، سوالات، تحاریک التوائے کار، تحاریک استحقاق، توجہ دلاؤ نوٹس اور قانون سازی کی ٹریننگ دی جانی چاہئے۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! کیا آپ کبھی PILDAT کی کسی میٹنگ میں نہیں گئے؟

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں نے میٹنگوں میں شرکت کی ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تمام ممبران کی ٹریننگ کی جانی چاہئے۔ ہماری حکومت پنجاب کا ایک اور افسوسناک پہلو جسے میں بیان کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دس سالوں میں سینکڑوں کی تعداد میں سینئر افسران کو یورپ، امریکہ اور کینیڈا کی اعلیٰ ترین یونیورسٹیوں میں تعلیمات دی گئیں اور اُن پر اربوں روپے خرچ کئے گئے، میں اس کی utilization کے متعلق بتانا چاہتا ہوں کہ ایک فرد وہاں سے اکنامکس میں ماسٹر کر کے آیا تو اُس کو محکمہ سیاحت میں post کر دیا، ایک افسر accountancy میں ماسٹر کر کے آیا لیکن محکمہ زکوٰۃ وعشر میں post کر دیا اور اسی طرح ایک افسر جس نے اکنامکس میں پی ایچ ڈی کی اُس کی تعیناتی ہمارے قائد ایوان نے سیکرٹری انڈسٹری کے طور پر کی ہوئی ہے۔ قومیں کبھی ترقی نہیں کیا کرتیں جب تک وہ proper person for the proper job کو ensure نہیں کرتے اُس وقت تک ادارے کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے۔ میں قائد ایوان کی چند چیزوں کی طرف توجہ دلاؤں گا کہ جب قائد ایوان نے یہاں پر حلف لیا تو انہوں نے فوراً بارہ اقدامات کا اعلان کیا۔ سب سے پہلا اعلان یہ کیا کہ خواتین کی آئی ٹی یونیورسٹی کو 8۔کلب میں بنایا جائے گا، پھر اعلان کیا کہ وزراء محکمے نہیں چلا سکتے بلکہ میں محکموں کو ٹاسک فورسوں کے ذریعے چلاؤں گا، پھر اعلان کیا کہ چیف سیکرٹری دروازے پر بیٹھ کر 8 بجے ہر افسر کی حاضری کو ensure کریں گے، پھر اعلان کیا کہ 8 بجے سے 10 بجے تک ہر آفیسر اپنے برآمدے میں بیٹھ کر کھلی کچہری لگا

کر لوگوں کے مسائل سنا کرے گا۔اس کے بعد 10/12 سیکرٹریوں کو ایک لاؤ لشکر سمیت ایک ضلع کے اندر depute کر دیا کہ 15 دن یہاں بیٹھ کر ان کے محکموں کو آپ درست کریں۔اس کے بعد سستی روٹی جس کو واپس لے لیا، رمضان پیکج اور سستے آٹا کو بھی partially واپس لے لیا گیا۔

جناب سپیکر! قائد ایوان نے تمام گندم کے خریداری سنٹروں پر خود جا کر تین سالوں تک ان کو بہتر کرنے کی کوشش کی لیکن اس دفعہ ان کو پتا چلا کہ یہ اقدام غلط تھا۔اس پورے tenure میں ایک سنٹر پر بھی ہمارے قائد ایوان تشریف نہیں لے گئے۔11 بجے سے پہلے AC نہیں چلا کریں گے۔ہمارے قائد ایوان نے سیلاب کے دنوں میں سیلاب والے ایک ایک ضلع کے اندر پانچ پانچ سیکرٹریوں کو بٹھا دیا اور ضلعی انتظامیہ سیلاب زدہ لوگوں کی بجائے ہمارے سیکرٹریوں کی خدمت کرتی رہی۔ہمارے قائد ایوان نے اعلان کیا کہ میں غیر قانونی پلازوں کو گرا کر دم لوں گا اور 20 پلازے گرانے کے بعد پتا چلا کہ لاہور کے پلازوں پر کھربوں ڈالر رئیل اسٹیٹ کے اندر investment ہوئی ہے جو امریکہ، برطانیہ اور گلف سے آئی ہے جس کی بنیاد پر نئے پلازے اور نئی رہائشی کالونیاں بنتی تھیں اور لاہور کے 170 تاجر جو صرف رئیل اسٹیٹ انڈسٹری اور کنسٹرکشن انڈسٹری کے ساتھ وابستہ تھے ان کا چولہا جلتا تھا۔ہمارے قائد ایوان نے 1300 کی فہرست بنا کر 25 پلازے توڑنے کے بعد اپنے فیصلے کو واپس لیا۔میں یہ 14 نکات کی فہرست قائد ایوان کو دیتا ہوں کہ اگر یہ کام درست تھے تو انہیں آج بھی ہونا چاہئے اور اگر غلط تھے تو میرے قائد ایوان جو بڑے visionary آدمی ہیں اور جن لوگوں نے ان کاموں کے انہیں مشورے دیئے تھے اُن کو سزا دی جانی چاہئے کیونکہ میرے قائد ایوان ایک مکمل آدمی ہیں ان کے اندر کوئی خامی اور vision میں کوئی کمی نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ بات سنیں کہ مکمل آدمی نبی پاک ﷺ کے سوا کوئی آدمی نہیں ہے۔

چوہدری احسان الحق نولاٹیا: جناب سپیکر! میں یہ بھی اعلان کرتا ہوں کہ چند دنوں تک ہمارے قائد ایوان دانش پبلک سکول اور آشیانہ ہاؤسنگ سکیم سے بھی پیچھے ہٹیں گے۔یہ اس قوم کے ساتھ کیا مذاق ہے کہ 14 اقدامات کا اعلان کر کے ان کو واپس لے لیا گیا؟

جناب سپیکر! کسی بھی صوبہ کی financial health اور economy کو بہتر کرنے کے لئے ہمیشہ visionary leadership محصولات کے اندر اضافہ کرتی ہے اور یہ عجیب و غریب قائد ایوان ہیں جو محصولات کے تخمینہ کو کم کر کے ہمارے صوبہ کو بہتر کرنا چاہتے ہیں۔یہ محصولات نئے ٹیکسوں کے نہیں ہیں جو پہلے ہی چل رہے ہیں بلکہ ان کی recovery کا معاملہ میں بیان کرتا ہوں کہ

ہمارے قائد ایوان نے اعلان کیا ہے کہ 554۔ارب روپے Federal Divisible Pool سے آئیں گے، provincial receipts میں سے 114۔ارب روپے اور اگر state transfer اور federal grants کو شمار کر لیا جائے تو ہمارے صوبہ کے فنڈز اور receipts کی رقم 124۔ارب روپے بنتی ہے۔ ہمارے قائد ایوان tax revenue میں سے 88۔ارب روپے اور non tax revenue میں سے 35۔ارب روپے collect کریں گے۔ ہمارے قائد ایوان نے capital receipts کے اندر یہ اعلان کیا ہے کہ 286۔ارب روپے وصول ہوں گے۔ آج میں تین محکموں کی recovery میں pendency کی طرف توجہ دلا کر اجازت چاہوں گا کیونکہ 124۔ارب روپے کی recovery پر بات کرنے کے لئے اگر مجھے وقت دیا جائے تو کئی ہفتے لگیں گے لیکن میں تین محکموں کی طرف نشاندہی کر کے اجازت چاہوں گا کہ ہماری حکومت نے یہ اعلان کیا ہے کہ agri income tax کی مد میں 92۔ارب روپے اکٹھا کریں گے۔ تمام تحصیلوں کے اندر جو pendency ہے اُس کا 95 فیصد ہمارا محکمہ مال وصول کر چکا ہے اور اس کو وہ خزانہ سرکار میں جمع نہیں کراتے۔ اگر صرف governance کی بہتری کر لی جائے تو یہ 95 کروڑ روپے کی بجائے 10۔ارب روپے تک recovery کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! دوسری مد پراپرٹی ٹیکس ہے اور شہروں کے اندر جتنی جائیداد مکانوں کی ہے اس پر ہمارے قائد ایوان نے کہا ہے کہ ہم 8۔ارب 55 کروڑ روپے اکٹھا کریں گے۔ اس میں دو جرم ہیں، ایک جرم ان مکانوں کا جو proper tax assess کرنے میں 80 فیصد loopholes اور leakages ہیں اور دوسرا جو assess ہو جاتا ہے اس کی recovery کی pendency چالیس فیصد ہے۔ اگر صرف recovery ہی بہتر کر لی جائے تو یہ 8۔ارب 55 کروڑ روپے سے بڑھ کر 12/13۔ارب روپے ہو سکتی ہے لیکن اگر ساتھ assess ٹھیک کر لیا جائے تو یہ 90۔ارب روپے کی مد ہے۔

جناب سپیکر! میں توجہ دلاؤں گا جو کہ land revenue کی مد ہے۔ اس میں ہماری حکومت نے اعلان کیا ہے کہ ہم 9۔ارب 96 کروڑ روپے یعنی 10۔ارب روپے کے قریب land revenue اکٹھا کریں گے۔ میں اس کی مزید detail میں جاؤں گا، اس میں کوئی پیسا ایسا نہیں ہے جو غریب کاشتکاروں سے وصول نہ کیا جا چکا ہو، اس میں کوئی amount ایسی نہیں جس میں ایک ایک تحصیل پانچ پانچ کروڑ روپے کی مقروض اور pendency ہے۔ وہ پیسا کن کے پاس ہے؟ وہ پیسا پٹواریوں، قانون گو اور لمبرداروں کے پاس ہے اور کسی غریب کی جیب میں نہیں ہے۔ اگر ایک تحصیل پانچ کروڑ کی

pendency میں ہو، میں کہتا ہوں کہ شہری تحصیلوں کو چھوڑ دیں ان میں 25 دیہی تحصیلیں بھی ہیں۔ یہ رقم پٹواری، قانون گو اور محکمہ مال کے ہاتھوں سے کون نکالے گا کیونکہ ہمارے قائد ایوان تو surrender کر گئے ہیں کہ ہم recovery بہتر نہیں کر سکتے اور سابقاrecovery سے ہمارے نئے تخمینے پہلے سے کم مقرر کئے گئے ہیں۔ Land revenue کی 24 مدات ہیں جن میں پیسا اکٹھا کیا جاتا ہے اور میں ان میں سے صرف تین مدوں کا تذکرہ کروں گا اور وہ کون سی تین مدات ہیں۔ ہمارے قائد ایوان notation fee کی مد کے اندر 8۔ارب 98 کروڑ روپیہ اکٹھا کریں گے اور یہ مد گئی گزری حالت میں 90۔ارب روپے سے زیادہ pendency میں پڑی ہوئی ہے۔ Sale and purchase of land and registration of land کے دو طریقے ہیں۔ ایک رجسٹری کے through ہوتا ہے، اس کی رقم direct نیشنل بنک میں جمع ہوتی ہے اور اس میں leakages نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! جب زرعی زمین کو direct oral statement پر ایک فرد بیچ کر دوسرے فرد کے نام جاری کر دیتا ہے تو اس کی رجسٹریشن فیس بنک میں رسید کی بنیاد پر انتقال پاس نہیں ہوتا، وہ ہمارے پٹواری بہادر کی جیب میں جاتا ہے، چاہے وہ چھ مہینے کے بعد یا سال یا پانچ سال کے بعد جمع کرائے جب بورڈ آف ریونیو کی جانب سے کوئی آفیسر وہاں پر آڈٹ کرنے جائے تو پھر وہ اس وقت جمع کرائے۔ میرے پاس ایسی کئی مثالیں موجود ہیں جب بورڈ آف ریونیو کی طرف سے کوئی آفیسر ایسا آڈٹ کرنے کے لئے گیا تو ایک پٹواری نے 70 لاکھ روپیہ جمع کروایا، ایک پٹواری نے 90 لاکھ روپیہ جمع کروایا اور ایک پٹواری نے 30 لاکھ روپیہ جمع کروایا۔

جناب سپیکر: جی، جلدی wind up کریں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ ہماری قوم کے ساتھ کتنا مذاق ہے۔ دوسری مد جس کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں، ہمارے قائد ایوان ایک پٹواری کے بستے کی صرف پڑتال اور نقل جاری کرنے سے 6 کروڑ 60 لاکھ روپے ریونیو اکٹھا کریں گے۔ مجھے یہ بتائیں کہ 36 اضلاع کی زمینوں کے بستوں کی پڑتال پر صرف -/10 روپے ٹیکس ہو تو یہ 6 کروڑ 60 لاکھ روپیہ ہمارا منہ چڑا رہا ہے کہ پٹواری بہادر کتنے پیسے کھاتا ہے اور کتنے پیسے ہمارے محکمہ کو جمع کراتا ہے۔ جب ریونیو ڈیپارٹمنٹ کے اندر کوئی فرد اپنی داد رسی کے لئے درخواست دیتا ہے تو ریونیو افسر وہاں سے دوسرے کو call کرنے کے لئے ایک لیٹر جاری کرتا ہے کہ آپ دوسری پارٹی کو نوٹس جاری کریں۔ اس نوٹس پر جو طلبانہ ریونیو میں جمع ہوتا ہے اس طلبانہ کی فیس ہمارے قائد ایوان کہتے ہیں کہ پنجاب سے میں پندرہ لاکھ روپیہ اکٹھا کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، بہت مہربانی، آپ کا ٹائم ختم ہو گیا۔ ان کا مائیک بند کریں۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! چلیں! میں اپنی تقریر ان اشعار کے ساتھ ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، میرے پاس ٹائم نہیں ہے اور میں دوسروں کا ٹائم آپ کو نہیں دے سکتا۔ بڑی مہربانی، آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ:

شعلہ ہوں بھڑکنے کی گزارش نہیں کرتا
سچ منہ سے نکل جاتا ہے کوشش نہیں کرتا
گرتی ہوئی دیوار کا ہمدرد ہوں لیکن
چڑھتے ہوئے سورج کی پرستش نہیں کرتا
رہتا ہوں فقیروں کی دعاؤں کا طلبگار
شاہوں سے تمنائے ستائش نہیں کرتا
ماتھے کے پسینے کی مہک آئے نہ جس سے
وہ خون رگوں میں میری گردش نہیں کرتا
ہمدردی احباب سے ڈرتا ہوں مظفر
میں زخم تو رکھتا ہوں نمائش نہیں کرتا

جناب سپیکر: جی، چوہدری سرفراز افضل صاحب!

چوہدری سرفراز افضل: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں 12-2011 کے عوام دوست اور غریب پرور بجٹ کی کچھ عوام دوست پالیسیوں پر روشنی ڈالوں میں آپ کی اجازت سے خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف اور ان کی سیاسی اور انتظامی ٹیم کو، قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف کے اس عوام دوست vision کو اس بجٹ میں عملی جامہ پہنانے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ میں اپنے قائد میاں محمد شہباز شریف کی اس اجرت اور جواں مردی کو بھی سلام پیش کرتا ہوں کہ جس کے تحت انہوں نے نہ صرف بیرونی امداد کا کشکول توڑنے کا اعلان کیا بلکہ کارمیلا اور ہیلری کلنٹن کے اس دباؤ کو

ایک دفعہ پھر مسترد کر کے 28۔ مئی 1998 کی اس تاریخ کی یاد تازہ کر دی جو میاں محمد نواز شریف نے اس ٹیلی فون کو جو بل کلنٹن کی طرف سے کیا گیا تھا "ناں" بول کر تاریخ رقم کی تھی۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج میاں محمد شہباز شریف نے ہیلری کلنٹن کو ایک دفعہ پھر "ناں" بول کر اقوام عالم کو یہ بتا دیا ہے کہ ہم روکھی سوکھی تو کھالیں گے لیکن اپنی عزت اور غیرت کا سودا کبھی نہیں کریں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

آج مجھے بڑا افسوس ہوا اور میں چاہتا تھا کہ کاش! نولاٹیا صاحب یہاں سے باہر تشریف نہ لے جاتے اور جو میرے بھائی نے یہاں پر بات کی میں آج صبح جب ایوان میں داخل ہوا تو میں نے اجلاس کا ایجنڈا دیکھا تلاوت اور نعت کے بعد سرکاری کارروائی پڑھی تو اس میں لکھا تھا کہ سالانہ بجٹ بابت سال 2011-12 پر عام بحث لیکن میرے بھائی نے یہاں پر ہماری کسی پالیسی پر تنقید کی اور نہ ہی اس بجٹ کے حوالے سے کوئی تجاویز دیں۔ مجھے یہ نہیں سمجھ آیا کہ نولاٹیا صاحب یہاں پر کہہ کر کہاں چلے گئے ہیں، ساری رات قصیدہ پڑھتے رہے ہیں اور ہمیں صبح تک یہ سمجھ نہ آئی کہ ہیر کوئی لڑکی تھی یا کوئی لڑکا تھا؟

جناب سپیکر! یہاں پر قائد حزب اختلاف یہ بات تحریری طور پر بتا کر اور وعدہ کر کے گئے کہ ان کے قائد صدر آصف علی زرداری اور یوسف رضا گیلانی نے کہا ہے کہ ہم نے اس بجٹ کی مخالفت نہیں کرنی اور بجٹ کو پاس کروانا ہے۔ یہ لوگ یہاں پر خود کہتے ہیں کہ ہمیں اوپر سے instructions ہیں کہ ہم نے اس بجٹ کی مخالفت نہیں کرنی اور خود کہتے ہیں کہ اس بجٹ کی حمایت میں ووٹنگ کرنی ہے اور لکھ کر دے جاتے ہیں۔ یہاں پر رونا کیا روتے ہیں؟ وہ پٹواریوں اور land revenue اکٹھا نہ کرنے کا رونا روتے ہیں۔ میرے بھائی تین سال تک آپ ریونیو منسٹر بیٹھے رہے تو کیا آپ کو اس وقت نہیں پتا تھا کہ ریونیو کہاں سے حاصل ہو رہا ہے، پٹواری کون سی کرپشن کر رہا ہے؟ آج میرے بھائی کہتے ہیں کہ پنجاب میں وزراء کو اختیارات نہیں دیئے جاتے، میرے بھائی اختیارات دیئے گئے ہیں لیکن پنجاب کے وزراء میاں محمد شہباز شریف کی کابینہ میں بیٹھے ہوئے وزراء، حامد سعید کاظمی جیسے اختیارات نہیں چاہتے اللہ ہمیں وہ توفیق دے اور نہ ہی اللہ تعالیٰ ہم سے عوام کی ان امانتوں میں خیانت کروائے کہ جو خیانت آپ لوگوں نے کی اور جو اختیارات آپ نے دیئے، میرے بھائی ہمیں وہ اختیارات نہیں چاہئیں۔ ہمیں N.I.C.L کے اختیارات نہیں چاہئیں اور ہمیں پنجاب بنک والے اختیارات نہیں چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ وہ اختیارات بھی آپ کو دے، وہ حکومت بھی آپ کو دے، وہ وزارتیں اور مشاورتیں بھی آپ کو دے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اس ایوان میں عوام کی امانتوں کا امین بنا کر بھیجا ہے اور ہمیں عوام نے اس لئے منتخب نہیں

کیا کہ لوٹ مار کرتے پھریں۔ میرا بھائی! یہاں پر بلبلا اٹھا کہ 25 فیصد ٹیکس اُمرا پر لگایا گیا۔ میرے بھائی ذرا اس کو آپ پڑھ لیتے تو آپ کو پتا چلتا کہ جو ٹیکس پانچ مرلے پر لگایا گیا ہے وہ شہری علاقوں میں لگایا گیا ہے۔Land Cruiser Cars پر لگایا گیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ اشرافیہ سے ٹیکس نہیں وصول کیا جا رہا۔ لگژری ٹیکس ہماری حکومت نے آکر لگایا، farm houses پر ٹیکس ہماری حکومت نے آکر لگایا۔ پانچ مرلہ کی شہری جائیداد پر ٹیکس ہماری حکومت نے آکر لگایا اور یہ کہتے ہیں کہ غریب کو اس بجٹ میں کچھ نہیں دیا گیا۔ آج میں اپنے اس معزز ایوان کو یہ بتادوں کہ ییلو کیب سکیم کسی وزیر یا مشیر کے لئے نہیں شروع کی گئی۔ ییلو کیب سکیم ایک غریب کے لئے شروع کی گئی ہے، اس نوجوان کے لئے شروع کی گئی ہے جو اپنے آگے پیچھے دیکھتا ہے جب اس کو روزگار کا کوئی موقع نہیں ملتا، جب اس کو اپنی زندگی باعزت طریقے سے گزارنے کا کوئی طریق کار نظر نہیں آتا تو وہ مجبور ہو کر ایسے gangs میں شامل ہو جاتا ہے جس سے پھر یہاں پر mobile and purse snatching کا عروج ہوتا ہے۔ ہم نے crime ratio کو بھی کم کرنا ہے، آج ہم نے غریب کو روزگار بھی دینا ہے۔ یہ ییلو کیب سکیم اس ماں کے لئے ہے جس کا خاوند کچھ کما نہیں سکتا تو وہ مجبور ہو کر فیصل آباد میں، راولپنڈی اور لاہور کے مال روڈ پر اپنے بچوں کو لا کر کھڑا کر دیتی ہے اور کہتی ہے کہ کوئی ہے کہ جو میرے ان بچوں کو خرید لے اور ان کو لے جائے اور ان کا پیٹ پالے۔ یہ ییلو کیب سکیم ان کے لئے شروع کی گئی ہے اس کی اہمیت اس خاندان سے پوچھیں کہ جب 1998 میں قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف ایبٹ آباد کے ایک علاقہ 'سمندر ٹھٹہ' میں خود ہیلی کاپٹر کے ساتھ جاتے ہیں اور اس کار کے پاس اُتر کر ایک غریب شخص کو چابی دیتے ہیں اور ایسے شخص کو چابی دیتے ہیں جو خود سوزی کرنے کو تیار تھا تو اس کو جب میاں محمد نواز شریف نے ییلو کیب کی چابی دی اور کہا کہ میرے بھائی یہ تمہاری حکومت ہے اور یہ تمہاری امانت ہے آج سے تم اپنا روزگار خود کماؤ گے، آج اپنے بچوں کے لئے روزی روٹی تم خود کماؤ گے اس سے جا کر ییلو کیب سکیم کی اہمیت پوچھو۔ آج ہم نے اس پنجاب کو "پڑھا لکھا پنجاب" کے خواب نہیں دکھائے، ہم تو تعبیر کی طرف چلے ہوئے ہیں۔ ہم تو اس پڑھے لکھے پنجاب کے خواب کو تعبیر دینا چاہتے ہیں۔ ہم یہ نہیں چاہتے کہ محض خوابوں کی دنیا میں اس پنجاب کو رکھا جائے اور امراء میں سے کوئی N.I.C.L میں گھس جائے اور کوئی پنجاب بنک میں گھس جائے۔ اس مرتبہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ پنجاب کے بجٹ میں تعلیم کے لئے 23۔ارب 90 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ 23۔ارب 90 کروڑ روپے کسی منسٹر یا اشرافیہ کے بچوں کو تعلیم دینے کے لئے مختص نہیں کیا گیا ہے۔ یہ رقم ان غریب اور کسان کے بچوں کو دینے کے لئے مختص کی گئی ہے جس کا بچہ

دانش سکول تو دور کی بات ایک ٹاٹ والے سکول میں بھی جانے کا ساری زندگی بس خواب دیکھتا رہا اس میں سے 4۔ارب روپے ان 2500 سکولوں میں missing facilities provide کرنے کے لئے رکھا گیا ہے۔ ہمارے سابق حکمران خواب تو دکھاتے رہے لیکن ان سکولوں کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی اور آج ان سکولوں کو ghost schools کا نام دے دیا گیا ہے۔ آج ان سکولوں میں سے کوئی جاگیر دار کا ڈیرہ بنا ہوا ہے اور کسی میں بھینسیں باندھی جاتی تھیں۔ یہ خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا ہی vision تھا جس نے پنجاب کی عوام کو پڑھا لکھا بنانے کے لئے عملی اقدامات کئے اور آج 4۔ارب روپے سے ان سکولوں میں missing facilities provide کی جائیں گی، نئے کالج قائم کئے جائیں گے۔ میرا تعلق راولپنڈی کے ایک ایسے حلقے سے ہے جہاں سے پچھلے پانچ ادوار سے ایک موصوف صوبائی وزیر قانون بنتے آئے ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق نہ دی تھی کہ وہ اپنے حلقہ کے کسی سکول میں upgradation کرا لیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میاں محمد شہباز شریف کی تعلیم دوست پالیسی کی وجہ سے میرے حلقہ میں صرف چار نئے کالج تعمیر کئے جا رہے ہیں اور اسی طرح پنجاب میں نئے کالجوں کی تعمیر کے لئے اور پرانے کالجوں میں missing facilities provide کرنے کے لئے ایک ارب 20 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے، آپ یہ چیز بخوبی جانتے ہیں کہ ایک معاشرے کو اچھا معاشرہ بنانے کے لئے اور ایک طالب علم کو اچھی تعلیم دینے کے لئے اچھے استاد کا ہونا بھی ضروری ہے اور اساتذہ تبھی اچھے ہو سکتے ہیں جب ان کی اپنی ضروریات بھی ساتھ ساتھ پوری ہوں۔ اس حکومت نے پہلی دفعہ جہاں پر اعلیٰ تعلیم کے لئے ایک خطیر رقم مختص کی اور ایسے ہونہار طالب علموں کے لئے جو تعلیم کے میدان میں بہترین کارکردگی دکھائیں گے جہاں ان کے لئے نقد انعامات کے حصول کے لئے بھی بندوبست کیا وہاں پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے پہلی دفعہ ایسے اساتذہ کے لئے جن کے طالب علم اچھا رزلٹ لے کر آئیں گے ان کو بھی نقد انعامات دینے کے لئے ایک ارب 20 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی ذکر کرتا چلوں کہ یہاں پر جنوبی پنجاب کا نعرہ لگاتے ہیں، مجھے یہ تو بتائیں کہ آپ نے آج تک جنوبی پنجاب کو دیا کیا تھا؟ ڈی جی خان، ساہیوال، گوجرانوالہ اور سیالکوٹ میں نئے میڈیکل کالج قائم کرنے کے لئے ایک ارب 90 کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی گئی۔ میں اس عوام دوست پالیسی کے کون کون سے اقدامات کو سراہوں اور کون کون سے اقدامات پر روشنی ڈالوں؟ آپ جیسا کہ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ پنجاب کے اندر Punjab Education Endowment

Fund کا قیام کیا گیا ہے اور اس فنڈ کے ذریعے 2۔ارب روپیہ اس بجٹ میں اور 6۔ارب روپیہ سابقہ بجٹ میں مختص کیا گیا تھا۔ یہ وہ فنڈ ہے کہ جس کے ذریعے ہزاروں طالب علم صرف صوبہ پنجاب کے نہیں بلکہ خیبر پختونخواہ، سندھ اور بلوچستان کے بھی ہزاروں طالب علم جن کے پاس اعلیٰ تعلیمی اداروں میں جانے کے لئے وسائل نہ تھے اس فنڈ سے وہ NUST, FAST and LUMS جیسے اداروں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کریں گے۔ جب وہ ان اداروں سے تعلیم حاصل کر کے باہر نکلیں گے تو اس سے نہ صرف ان کا اپنا مستقبل روشن ہو گا بلکہ وہ پاکستان کے روشن مستقبل کی بھی ضمانت ہوں گے اور اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کی اکائیوں کو اکٹھا کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کریں گے۔

جناب سپیکر! جہاں پر تعلیم دوست پالیسی کا ذکر کیا جا رہا ہے تو میں یہاں پر اگر دانش سکول سسٹم کا ذکر نہ کروں تو میں یہ سمجھوں گا کہ پنجاب کی اس تعلیم دوست پالیسی کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ آپ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں کہ جس طرح میرے قائد ایوان نے کل اس ایوان میں ذکر کیا اور میرے اپوزیشن کے معزز ممبران بلبلا اٹھے، مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ آپ اعتراض کریں، آپ تنقید کریں، ہم آپ کی تنقید سنیں گے اور برداشت بھی کریں گے لیکن خدارا غریب عوام کے حق پر تو ڈاکا مت ڈالیں، وہ غریب، وہ دہقان، وہ کسان، وہ مزدور، وہ ٹیکسی ڈرائیور، کیا اس کے بچے کا حق نہیں ہے کہ وہ بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کرے، کیا میرا اور آپ کا ہی حق ہے کہ میرا بیٹا یا بیٹی، آپ کا نواسہ یا نواسی، آپ کا پوتا یا پوتی یا اس ایوان میں بیٹھے ہوئے معزز ممبران جو ماہانہ لاکھوں روپے کماتے ہیں کیا ہمارا ہی حق ہے کہ ہمارا بچہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرے، کیا ہمارے ہی بچوں کا حق ہے کہ وہ پی ایچ ڈی کریں، کیا ہمارے ہی بچوں کا حق ہے کہ وہ افواج پاکستان میں جائیں، کیا ہمارے ہی بچوں کا حق ہے کہ وہ ڈاکٹر بنیں، کیا ہمارے ہی بچوں کا حق ہے کہ وہ وکیل اور جج بنیں، کیا ہمارے ہی بچوں کا حق ہے کہ وہ آ کر اس ایوان میں عوام کی نمائندگی کریں، کیا ایک ٹیکسی ڈرائیور کا بچہ پاک فوج میں نہیں جا سکتا، کیا ایک دہقان کا بچہ ڈاکٹر نہیں بن سکتا اور کیا ایک مزدور کا بچہ سائنسدان نہیں بن سکتا؟ اسی vision کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اور پنجاب کو پڑھا لکھا بنانے کے لئے دانش سکول سسٹم کا قیام عمل میں لایا گیا۔ پنجاب کے 15 اضلاع میں دانش سکول سسٹم قائم کیا جا رہا ہے، چھ اضلاع میں یہ سسٹم قائم ہو چکا ہے۔ میرے قائد نے جس طرح کل یہاں ایوان میں کہا ہے کہ آئندہ ان بچے اور بچیوں کی قائد حزب اختلاف سے ملاقات بھی کرائی جائے گی اور انہیں بتایا جائے گا کہ آپ خود دیکھیں کہ ایچی سن اور دانش سکول کے بچوں کی تعلیم میں آپ کو کوئی فرق نظر آتا ہے؟ اگر ہمارا یہ قصور ہے، پنجاب کی عوامی حکومت کا جرم ہے، دانش سکول سسٹم بنانا پنجاب

کی عوامی حکومت کا جرم ہے تو ہم یہ جرم کرتے رہیں گے۔ میاں محمد شہباز شریف کی یہ ٹیم اس جرم میں برابر کی شریک ہے اور ہم میاں محمد شہباز شریف کے ساتھ ہی کھڑے ہوں گے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج یہاں پر کہا جاتا ہے کہ پنجاب کی عوام بلبلا رہی ہے، پنجاب کی عوام پر ظلم ہو رہے ہیں۔ میں اپنے ان دوستوں سے صرف اتنا سوال کرنا چاہوں گا کہ پنجاب کی عوام کا اس وقت خیال کیوں نہ آیا جب یہاں پر ایک ڈاکو اربوں روپے کا ڈاکا ڈال کر بیرون ملک فرار ہو گیا۔ ان کو پنجاب کی عوام کا اس وقت خیال کیوں نہ آیا جب N.I.C.L میں کروڑوں، اربوں روپے کی kickback لی گئی اور کہا گیا وفاقی حکومت میں اس لئے شامل ہو رہے ہیں کہ ہم پاکستان کی عوام کو relief دینا چاہتے ہیں۔ وقت کی قلت کے باعث میں صرف دو لائنوں میں عرض کروں گا کہ ان کا جو اتحاد ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ relevant رہیں۔

چودھری سرفراز افضل: میں عرض کروں گا کہ:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے قاتل اور مقتول
نہ کوئی بھٹو رہا اور نہ کوئی چودھری ظہور

جناب سپیکر: آپ کی مہربانی تشریف رکھیں۔

چودھری سرفراز افضل: جناب سپیکر! میں اپنے ان بھائیوں کی خدمت میں عرض کروں گا جو ہمیں یہاں پر سیاسی مشورے دیتے ہیں، ان سے یہ گزارش کروں گا کہ پہلے قائد حزب اختلاف کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں، پہلے اپنی سیاسی قیادت کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں پھر آپ یہاں ییلو کیب پر اعتراض کریں، پھر دانش سکول پر اعتراض کریں، پھر free Dialysis پر اعتراض کریں، پھر مفت ادویات پر اعتراض کریں۔ ہم یہاں پر سیاسی point scoring کرنا نہیں چاہتے۔

جناب سپیکر! آخر میں صرف ایک چھوٹی سی تجویز دینا چاہوں گا، یہاں پر وزیر خزانہ بھی موجود ہیں۔ میاں محمد شہباز شریف نے جو گرین ٹریکٹر سکیم شروع کی تھی ہمارے کسان آج بھی ان کو ہاتھ اٹھا کر دعائیں دیتے ہیں۔ آپ کی وساطت سے وزیر خزانہ کی خدمت میں ایک چھوٹی سی تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں اربوں روپے کے ڈاکے پڑ گئے آج آپ یہ عزم کریں کہ ان ڈاکوؤں سے اربوں روپے نکلوا کر دم لیں گے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ گزارش بھی کروں گا کہ گرین ٹریکٹر سکیم دوبارہ شروع کی جائے اور پنجاب کے کسان کو relief دیا جائے۔ اس سے کوئی ظلم نہیں ہو گا، کوئی بہت بڑا burden نہیں پڑے

گا۔ پنجاب کے کسان کو اگر 2۔ارب روپے کی دوبارہ subsidy دے دی جائے تو میں سمجھوں گا کہ یہ پنجاب کے غریب کسان پر بہت بڑا احسان ہوگا۔

آخر میں، میں اپنے بھائیوں کو یہ بتادوں کہ ہم سیاسی شعور رکھتے ہیں، سیاسی سوجھ بوجھ بھی رکھتے ہیں لیکن ان ساری چیزوں سے زیادہ اپنے دل کے اندر پنجاب اور پاکستان کی عوام کا درد بھی رکھتے ہیں۔اس شعر کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں کہ:

ہم خود تراشتے ہیں منزلوں کے سنگ میل
ہم وہ نہیں جن کو زمانہ بنا گیا

جناب سپیکر: محمد محسن خان لغاری صاحب!

محترمہ آمنہ الفت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! علامہ اقبال کے شعر میں ردوبدل کرنا بھی علامہ اقبال کی توہین کے مترادف ہے۔

جناب سپیکر: میں نے floor ان کو دیا ہے، آپ کیسے بول رہی ہیں؟

محترمہ آمنہ الفت: میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: میں نے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر کی اجازت نہیں دی۔ جی، لغاری صاحب!

جناب محمد محسن خان لغاری: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! اتنی جوشیلی تقریر کے بعد میری باتیں تو آپ کو بڑی پھیکی لگیں گی۔ میرے بھائی جوش خطابت میں کہہ گئے کہ تین دانش سکول چھ اضلاع میں بنے ہیں۔ آدھا آدھا دانش سکول ان اضلاع میں بنا ہو تو شاید ان کی بات ٹھیک ہو۔ تین دانش سکول تین اضلاع کے اندر ہیں۔ دانش سکول سے ان کی جو اتنی obsession ہے جوش خطابت میں اس کا بھی خیال نہیں رہا۔

جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ بجٹ کسی بھی حکومت کا سب سے important document ہوتا ہے جو حکومت کی ترجیحات کو بتاتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ ہم اپنے پیسے کہاں خرچ کریں گے۔ ہمارا اس ملک اور صوبے کے لئے، اس علاقے کے لئے کیا vision ہے۔ میری ناقص عقل نے تو مجھے یہ بتایا ہے کہ اس حکومت کا جو budget document ہے اس میں دانش سکول، آشیانہ ہاؤسنگ سکیم، ییلو کیب سکیم، سستی روٹی سکیم اور اس قسم کے جو منصوبے ہیں یہ اس حکومت کا vision ہے۔ ان کا خیال ہے کہ ان چیزوں کے ساتھ ہم آگے بڑھیں گے اور یہ چیزیں ہمارے صوبے کو آگے لے کر

چلیں گی۔ الیکشن کی تیاری کے لئے، الیکشن campaign کے لئے تو یہ popular steps شاید بڑے اچھے ہوں لیکن یہ wise اور prudent financial planning کے اندر بالکل نہیں آئیں گے۔ کوئی بھی professional آدمی جو ہمارے صوبے کی اس وقت financial condition دیکھے تو اس کو پریشانی ہو گی کہ یہ صوبہ چل کیسے رہا ہے؟ ہم نے جو کاغذوں میں لکھا ہے کہ ہمارے پاس اس دفعہ 655 بلین روپے کے revenue ہیں اور 655 بلین روپے کا expenditure ہے۔ اسی طرح یہ کتابیں ہمیں بتاتی ہیں کہ ہم نے ایک balanced budget دیا ہے۔ 531۔ارب روپے وفاقی حکومت کے Divisible Pool سے متوقع ہیں، پچھلے سال ہمیں 419۔ارب روپے ملے تھے، اس سال ہم وفاقی حکومت سے 112۔ارب روپے اضافی کی توقع کر رہے ہیں۔ جہاں ہمارا اپنا کام تھا، جو صوبہ پنجاب نے کرنا تھا، اس سال ہم نے اس کے لئے 89۔ارب روپے target کیا ہے اور پچھلے سال ہم نے 91۔ارب روپے کا target رکھا تھا یعنی اس کو ہم نے کم کر دیا ہے۔ پہلے ہی ہم یہ admit کر رہے ہیں کہ پنجاب خود اپنے financial resources کو improve کرنے کے لئے کچھ نہیں کرے گا۔ پنجاب وفاق کی طرف دیکھے گا، ان سے مانگے گا اور وہ ہمیں دیں گے۔ یہ ایک بڑی عجیب و غریب سی صورتحال ہے۔ کوئی بھی ملک، کوئی بھی علاقہ اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ وہ اپنے resources پر انحصار نہیں کرے گا۔ وزیراعلیٰ صاحب نے popular sentiment کو cash کرنے کے لئے یہ بات تو کی کہ ہم اغیار سے مدد نہیں لیں گے لیکن اپنے وسائل بڑھانے کی کوئی بات نہیں کی، پہلے دن کہا کہ اغیار سے مدد نہیں لیں گے اگلے دن وہ تبدیل ہو گیا کہ اسلامی ممالک سے لیں گے، جب دیکھا گیا کہ اسلامی ممالک سے تو ہمیں کوئی خاص امداد نہیں ملتی تو پھر اس کو تبدیل کر دیا گیا کہ سوائے امریکہ، اب ہم امریکہ کے سوا DFID سے بھی لیں گے، JICA سے بھی لیں گے، ورلڈ بنک سے بھی لیں گے، Asian Development Bank سے بھی لیں گے، CIDA سے بھی لیں گے، سب سے امداد لیں گے۔ جس طرح انہوں نے popular نعرے بازی کی تھی اسی طرح یہ budget document بھی نعرے بازی اور popular support حاصل کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! اس budget document سے مجھے جس چیز نے پریشان کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارا جو overall debt ہے ہمارے صوبے کی جو liabilities ہیں وہ 492۔ارب روپے کی ہو گئی ہیں اور یہ پچھلے دو سالوں میں 39 فیصد کا اضافہ ہے۔ پچھلے دو سالوں میں پنجاب کی liabilities میں 39 فیصد کا اضافہ ہوا ہے۔ ہمارے اوپر اس وقت جو قرضوں کا بوجھ ہے، ہماری جو liabilities ہیں یہ ہمارے ٹوٹل

بجٹ کا 75 فیصد ہیں۔ میں پھر سے گزارش کروں گا کہ یہ آپ لوگوں کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے۔ ہمیں جوش و خروش کے نعروں سے نکل کر یہ سوچنا چاہئے کہ ہمارے ٹوٹل بجٹ کا جو outlay ہے وہ 655 بلین روپے ہے۔ ہمارے اوپر جو liability ہے وہ 492- ارب روپے کی ہے۔ آپ یہ کسی بھی prudent financial management والے آدمی سے پوچھیں تو ہمیں اس چیز پر فکر کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم نے یہ چیز سوچنی ہے کہ ہم یہ liability کہاں سے اتاریں گے؟ اگر ہمیں وفاق سے 100 بلین روپے اضافی مل رہے ہیں تو کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم ان کو اپنی liabilities کو کم کرنے کے لئے اسی طرف لگائیں rather than کہ popular schemes جو کہ صرف ووٹ لینے کے لئے ہیں، ہم پرانے تجربے اٹھا کر دیکھ لیں، ہم ییلو کیب، سستی روٹی اور فوڈ سٹیمپ سکیم کو بھی اٹھا کر دیکھ لیں، فوڈ سٹیمپ سکیم میں کرپشن اور نالائقی کی وجہ سے اب کوئی اس کا ذکر نہیں کرتا، شاید اب وزیراعلیٰ صاحب خود بھی اس کا ذکر کرتے ہوئے شرماتے ہیں- سستی روٹی کے اندر جو irregularities ہیں ان پر آڈیٹر جنرل کی objections ہمارے سامنے ہیں۔ ییلو کیب سکیم نے پہلے جو ہمارے ملک اور بنکوں کا حال کیا تھا وہ بھی ہمارے سامنے ہے- یہ چیزیں شاید popular support یا ووٹ لینے کے لئے تو ہوں لیکن ان کا اس صوبے پر long term effect اچھا نہیں ہو گا، جب تک financial discipline نہیں ہو گا اس وقت تک ہم آگے نہیں بڑھ سکتے- اسی popular sentiment کو catch کرنے کے لئے ہم نے نئی taxation کی بات کی ہے- ہم نے بات کی ہے کہ فارم ہاؤسز پر ٹیکس لگائیں گے، سوئمنگ پولز پر ٹیکس لگائیں گے، گاڑیوں کے ٹوکن ٹیکس بڑھائیں گے- میں نے ان ساری چیزوں کو بہت سلجھے ہوئے اور عقلمند لوگوں سے discuss کیا ہے اگر آپ یہ ساری کی ساری چیزیں سو فیصد کر لیں تو آپ اس سے ایک بلین سے زیادہ کا ریونیو اکٹھا نہیں کر سکیں گے- آپ نے بجٹ تقریر اور popular support کے اندر تو یہ باتیں کر دیں لیکن اس سے بہت effect پڑے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم نے گاڑیوں پر taxation کر کے دیکھا ہے ہم نے لگژری گاڑیوں پر ٹیکس لگایا تھا تو لوگ اسلام آباد اور باقی صوبوں میں گاڑیاں رجسٹرڈ کراتے تھے اور پھر ہمیں اپنی پالیسی reverse کرنا پڑی tried failed and tested failed polices عوامی جذبات توضرور ابھار دیتی ہیں مگر میرے خیال میں وہ مناسب نہیں ہیں۔ میں بہتر لفظ نہیں ڈھونڈ سکا، ہماری حکومت کو cheap popularity اور اخباروں کے اندر خبریں بنانے کی بجائے positive چیزوں کو سوچنا چاہئے اور اس صوبے کے لئے جو بہتری کی چیزیں ہیں ان کے بارے میں سوچنا چاہئے- میں debt

کی situation دیکھ رہا تھا تو میں وزیر خزانہ سے دو چار چیزوں کے بارے میں پوچھوں گا چونکہ یہ مجھے سمجھ نہیں آ رہیں، میں وزیر خزانہ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہم اگلے سال جون 2012 تک کے لئے کتنے loans لینے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ یہ financial planning ایک دن میں نہیں ہوتی بلکہ ہم نے پچھلے چھ آٹھ مہینوں کے اندر جو financial planning کی تھی جس کے اندر ہم نے امریکا، جائیکا، سیڈا اور ساری Donors Agencies سے aid اور ان کی grants اور جو negotiate loans کئے تھے اور ہم نے جو ان سے MOUs sign کئے تھے ان کے اندر جو کمی ہو گی وہ ہم کیسے پوری کریں گے؟ مجھے تو اپنے جنوبی پنجاب میں یو ایس ایڈ والے دو پروگرام نظر آئے تو میرے کان کھڑے ہو گئے۔ Southern Punjab Municipal Services Project کے لئے 76 million dollars کی ایک grant تھی یہ تقریباً 6.5۔ارب روپے بنتے ہیں، یہ کمی کہاں سے پوری کریں گے اور میونسپل سروسز کو کیسے بہتر کریں گے؟ 148 ملین ڈالر کا ایک اور پراجیکٹ تھا جس سے ہمارے جنوبی پنجاب کے سکولوں کے اندر معاملات بہتر کرنے تھے۔ میں یہاں پر اپنی تنگ نظری کا ثبوت دوں گا اور آپ سے گزارش کروں گا کہ مہربانی کر کے اپنی winding up speech میں یہ ضرور بتائے گا کہ ہمارے جنوبی پنجاب کے جو ان گرانٹس کے پراجیکٹس تھے ان کے لئے alternate funding کہاں سے کریں گے؟ یہ 223 ملین ڈالر یا 19۔ارب روپے بنتے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں ایک اور بات وزیر خزانہ کے گوش گزار کروں کہ دنیا کی ریسرچ یہ بتاتی ہے کہ اگر آپ fair taxation نہیں کرتے اور آپ indirect taxation کرتے ہیں تو اس کے بعد آپ جتنی مرضی subsidies دیں لیکن inflation اور indirect taxation کا جو impact ہے اس سے غریب آدمی کو سستی روٹی support کرے گی اور نہ اسے سستے رمضان بازار سے کوئی فرق پڑے گا۔ ہمیں fair taxation کو کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا صوبہ ٹیکس لگانے سے کیوں گھبراتا ہے اور ہم نے professional taxes کیوں collect نہیں کئے؟ ہم نے اس چیز پر بالکل غور نہیں کیا۔ جب یہ taxes کی بات ہو رہی ہے تو مجھے یاد آ رہا ہے اور معزز ایوان کے تمام بہن بھائیوں سے گزارش ہے کہ ہمارے ایوان سے ایک قرار داد بھی پاس ہو کر گئی ہے کہ وفاقی حکومت نے ایگریکلچر inputs پر جو 17 فیصد ٹیکس لگایا ہے یہ ہماری agricultural outputs کو بڑی بُری طرح متاثر کرے گا۔ جن لوگوں نے یہ ٹیکس لگانے کا سوچا انہوں نے وہی the hen that lays the golden eggs انہوں نے کہا کہ اسے ذبح کر دیں اور ایک ساتھ سارے سونے کے انڈے نکال لیں آپ اس کی in puts تو

subsidies کریں، اس کی inputs تو سستی کریں تاکہ اس کی اور ملک کی productivity بڑھے- جب آپ اس پر 17 فیصد ٹیکس لگائیں گے تو اس سے آپ کی output پر 25 فیصد تک impact پڑے گا، جب کھاد مہنگی ہو گی تو کھاد کا استعمال کم ہو گا، جب بیج مہنگے ہوں گے تو لوگ اچھے بیج نہیں خریدیں گے، جب pesticides مہنگی ہوں گی تو pesticides کا استعمال کم ہو گا اور آپ کے ملک کی yield پر فرق پڑے گا- میں اسی موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس ایوان اور حکومت سے بھی گزارش کروں گا کہ agricultural inputs پر جو ظالمانہ اور unwise ٹیکس لگایا گیا اور اس کے بارے میں ہم نے جو قرار داد پاس کی تھی حکومت اس کا وفاق کے ساتھ کوئی follow up کرے۔ میرے خیال میں جن لوگوں نے یہ فیصلہ کیا شاید ان کی عقل پر پردے پڑ گئے اور ان کو یہ چیز سمجھ نہیں آئی کہ اس کا کتنا negative effect پڑے گا-

جناب سپیکر! جب میں سٹیٹ بنک کے documents دیکھ رہا تھا تو ان میں لکھا ہوا تھا کہ سٹیٹ بنک نے federal and provinces کو commodity operation کے لئے 450- ارب روپے کا قرضہ دیا ہوا ہے۔ میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ اس میں پنجاب کا کتنا share ہے، چونکہ 80 فیصد زراعت پنجاب میں ہوتی ہے تو میرا خیال ہے کہ اس میں 80 فیصد ہی پنجاب کا ہونا چاہئے۔ وزیر خزانہ مجھے بتائیں کہ پنجاب کا commodity debt کتنا ہے کیونکہ ان debt کو address کرنے کی ضرورت ہے۔ وزیر خزانہ مجھے یہ بھی بتا دیں کہ ہم commodity debt پر کتنا interest pay کر رہے ہیں؟ میں بار بار اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ہمارا کاشتکار جو پیداوار کرتا ہے اس کے لئے سب سے بڑا مسئلہ اپنی پیداوار کو مارکیٹ میں لا کر بیچنا اور fair price لینا ہے- وہ بے چارہ اس طرح مجبور ہوتا ہے کہ خریدنے والا اس کی قیمت بتاتا ہے، حکومت نے گندم کا -/950 روپے نرخ لگا دیا لیکن اگر آڑھتی اسے -/780 روپے میں خریدے گا، جب حکومت نہیں خرید رہی تو وہ مجبور ہو کر اسی کو بیچ رہا ہو گا، تو حکومت کا مارکیٹ میں نہ ہونا یا حکومت کا مارکیٹ میں کم ہونے کی وجہ سے کاشتکار پس جاتا ہے لہذا میں وزیر خزانہ سے یہ چیز پوچھنا چاہوں گا کہ وہ مجھے بتائیں کہ commodities کی مد میں حکومت پنجاب پر کتنا بڑا debt ہے اور ہم اس پر کتنا interest دے رہے ہیں؟ جیسا کہ آپ نے اپنی تقریر میں کہا کہ حکومت پنجاب نے wheat کو export کیا تو ہم اس export کو مزید آگے کیوں نہیں بڑھا رہے؟ اس سال ہماری bumper crop ہوئی ہے لیکن حکومت پنجاب نے اس سے foreign exchange earn کرنے میں یہ opportunity کیوں ضائع کی ہے اور ہم اپنی storage facilities کو بہتر کیوں

نہیں کر رہے؟ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ wheat کے storage بہتر کرنے کے لئے حکومتی اقدامات ہمارے سامنے لائیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ییلو کیب اس ملک کی تقدیر نہیں بدلے گی بلکہ اس ملک کی تقدیر بہتر agricultural inputs بدلے گی۔ اس میں جو ہمارے پیسے yellow cab پر خرچ ہو رہے ہیں ان کا بہتر استعمال ہو گا۔ میری یہی گزارش تھی کہ محدود وسائل کا بہتر استعمال کرنا ہی اچھا بجٹ بنانا ہے۔ ہمارا غریب ملک ہے اور ہمارے محدود وسائل ہیں، ہم نے ان وسائل میں سے زیادہ سے زیادہ فائدہ کس طرح لینا ہے۔ صفحہ نمبر 965 پر estimate of charged expenditure میں ایک one liner ہے subsidy on wheat یہ کس کو دی جا رہی ہے، یہ کس سبسڈی کی بات کر رہے ہیں؟ اگر یہ کوئی سستے آٹے کے لئے دی جا رہی ہے تو کیا جو 30 بلین کی pro poor کی subsidies ہیں یہ اس کا حصہ ہے یا اس کے علاوہ کوئی چیز ہے اور 4۔ارب روپے کا جو رمضان پیکیج ہے کیا وہ اس 30۔ارب کے ساتھ ہے، اس wheat subsidy کے ساتھ ہے؟ اس بجٹ document میں بہت ساری ایسی چیزیں ہیں جو میں زیادہ بہتر طریقے سے نہیں سمجھ سکا اور میرے خیال میں یہ اہم تھیں اس لئے آپ سے سمجھنے کے لئے گزارش کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد مجھے ایک اور چیز نظر آتی ہے کہ wheat subsidy پچھلے سال 11.77۔ارب روپے تھی اور اس سال ہم نے اسے 212 فیصد بڑھا کر 25۔ارب روپے کر دیا ہے لہذا وزیر خزانہ مہربانی کر کے بتا دیں کہ wheat subsidy کیا ہے؟ میری ایک اور گزارش تھی کہ مجھے اس میں کہیں نظر نہیں آیا کہ حکومت نے ابھی جو تنخواہیں اور پنشن بڑھانے کا اعلان کیا ہے تو ان liabilities, Pension fund and G.P fund پر ان کا accumulated effect کیا ہو گا، اس کو cater کرنے کے لئے حکومت کی کیا پالیسی ہے؟ میں جب وائٹ پیپر دیکھ رہا تھا تو مجھے اس میں ایک چیز نظر آئی ہے کہ حکومت نے کوئی ایسا فنڈ ضرور بنایا ہے اور ہم نے اس میں prefer کیا ہے کہ اس کو long term fixed income deposit کے اندر ڈال دیں۔ میں اپنی تھوڑی سی سمجھ کے مطابق اس میں inputs دینے کی کوشش کروں گا۔ میری وزیر خزانہ سے گزارش ہو گی کہ وہ مہربانی کر کے variable rates, fix income rates and return کے ساتھ موازنہ اور اس کا ایک strategy risk management and پروگرام مجھے سمجھا دیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس وقت سٹیٹ بنک کا interest rate 14 percent ہے جبکہ whole price index and

22 inflation percent ہے۔اگر ہم آج -/100روپے رکھتے ہیں تو اس پر ہمیں -/14روپے interest ملے گا جبکہ inflation کی وجہ سے اس کی -/22روپے value کم ہو جائے گی تو مجھے یہ کوئی نفع کا سودا نظر نہیں آتا۔ہماری debt retirement کے حوالے سے جو investment policy ہے اس کے document, presentation یا کوئی بھی چیز مہربانی کر کے ہمیں بتا دیں۔ہماری risk management کی جو پالیسی ہے وہ ہمارے سامنے رکھ دیں۔

جناب سپیکر!میں ایک دو چیزیں مزید عرض کروں گا کہ جن سے مجھے تھوڑا زیادہ concern ہے۔میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ ہم نے اپنے محدود وسائل کا بہتر استعمال کرنا ہے۔ہمارے ملک کے اندر اس وقت ایک education emergency ہے۔حکومت پاکستان نے اس سال کو education year declare کیا ہے۔آئین کا آرٹیکل 25-A کہتا ہے کہ:

> 25-A The State shall provide free and compulsory education to all children of the age of five to sixteen years in such manner as may be determined by law.

یہ بات ہمارے آئین کے اندر لکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر!میں آپ کو کچھ اور خطرناک اور ڈرانے والے figures بتانا چاہتا ہوں شاید اس سے ہماری آنکھ کھلے اور ہم جاگ جائیں۔دنیا کے اندر school going age children out of school میں سے ہر دسواں بچہ پاکستان میں ہے۔پاکستان کی آدھی سے زیادہ آبادی پنجاب کی ہے تو میں اسی کو یہاں پر translate کرتا ہوں کہ پوری دنیا کا ہر بیسواں out of school child پنجاب میں ہے۔ہمارا خیال ہے کہ Sub Saharan and African Nations بہت پسماندہ ہیں لیکن ہماری enrollment ratio ان سے بھی کم ہے۔ہماری ایک تہائی خواتین کبھی سکول نہیں گئیں۔دنیا کے اندر چھبیس ممالک ہم سے زیادہ غریب ہیں لیکن وہ تعلیمی معیار کے لحاظ سے ہم سے آگے ہیں۔ہمارے اپنے ہمسائے انڈیا، بنگلہ دیش، سری لنکا اور ایران تعلیمی معیار میں ہم سے کہیں زیادہ آگے ہیں۔جب ہمارے موجودہ ایجوکیشن سسٹم کو test کیا گیا تو معلوم ہوا کہ سکول میں پڑھنے والے ایک تہائی بچے ایک پیراگراف کو پڑھنے کے بعد اس کی comprehension کا simple سوال کا جواب نہیں دے سکتے۔ہمارے rural areas کے دو تہائی بچے کہانی کی کتاب نہیں پڑھ سکتے تو ان سب چیزوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ہمیں اپنے محدود وسائل ان چالیس پچاس لاکھ بچوں پر خرچ کرنے کی

ضرورت ہے جو کہ آج سکول سے باہر ہیں اور انہیں سکول میں لانے کی ضرورت ہے۔ دانش سکول ہمارا answer نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہمیں یہ جو budget پر brief دیا گیا ہے اس میں کچھ چیزیں highlight کی گئی ہیں۔ اس میں تعلیم کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ:

Provision of 1000 Science Labs in High/Higher Secondary Schools

515 IT Labs in Elementary Schools.

Conversion of 1000 High Schools into Model Schools

Establishment of 15 Danish Schools and conversion of 72 existing schools in the Centres of Excellence

جناب سپیکر! میں یہ کہتا ہوں کہ 15 دانش سکول بنانے کی وجہ سے ہماری تعلیم کا معیار بہتر ہو سکتا ہے اور نہ ہی چند طالب علموں کو لیپ ٹاپ کمپیوٹر دے دینے سے پورے صوبے کا معیار تعلیم بہتر ہو سکتا ہے۔ ہم نے دو سال پہلے ہائی سکولوں میں کمپیوٹر فراہم کئے تھے۔ ان کمپیوٹروں کے لئے سکولوں کے اندر ایک ایک کمرہ مختص کر دیا گیا، اس میں ائر کنڈیشنز لگ گئے۔ اصل میں یہ کمپیوٹر نہیں بلکہ terminals تھے، ایک server کے ساتھ انہوں نے terminals لگا کر دیئے تھے جس کی processing اسی server نے کرنی تھی۔ وہاں سکول میں ان کو کوئی استعمال کرنے والا ہے اور نہ ہی وہاں پر بچوں کو ان کا استعمال سکھایا جا رہا ہے۔ وہ کمپیوٹر کمروں میں بند ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہاں، اس بجٹ کے اندر تعلیم کے لئے مجھے جو امید نظر آئی ہے وہ پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا بجٹ ہے۔ یہ private public partnership کے تحت تعلیم دینے کا ایک منصوبہ ہے۔ اس کے لئے پچھلے سال جتنے پیسے رکھے گئے تھے اس مرتبہ اس سے شاید کم رکھے گئے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ دانش سکول والے پیسے پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کی مد میں دے دیئے جائیں اور یہ ان چالیس پچاس لاکھ بچوں کو سکول لانے کی کوشش میں خرچ کئے جائیں۔ میری اطلاع کے مطابق دانش سکول میں 110 بچوں کی کلاس ہو گی جن میں سے پچپن لڑکے اور پچپن لڑکیاں ہوں گی۔ ان دانش سکولوں میں ساتویں، آٹھویں، نویں اور دسویں کی کل چار کلاسیں ہوں گی۔ اس حساب سے چار سو چالیس بچے اس ایک سکول میں پڑھیں گے اور تین سکولوں میں کل بارہ یا تیرہ سو بچے تعلیم حاصل کریں گے۔ ہمیں صرف بارہ یا تیرہ سو بچوں کا مستقبل نہیں

دیکھنا بلکہ چالیس پچاس لاکھ ان بچوں کا مستقبل بہتر کرنا ہے جو کہ اس وقت سکول سے باہر ہیں۔ ہمیں اپنی توجہ ان بچوں پر مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! جب ہم اپنے quality of life کے indicators دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شعبہ صحت کے اندر ہم بہت پیچھے ہیں۔ صحت کی سہولتوں کے حوالے سے ہم بہت پیچھے ہیں۔ جن ممالک کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے ہمارا شمار ان میں ہوتا ہے جبکہ facilities کے لحاظ سے ہم بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ موبائل ہسپتال میرے ضلع میں بھی آ گئے ہیں۔ میرے ضلع میں آنے والے موبائل ہسپتال ہماری چھوٹی farm to market road پر جا ہی نہیں سکتے۔ میرے ضلع کی تین تحصیلیں ہیں ان میں سے ایک تحصیل tribal area والی ہے۔ اس تحصیل کی کسی سڑک پر یہ موبائل ہسپتال کی گاڑی جا ہی نہیں سکتی۔ اب ہوتا یہ ہے کہ وہ آتے ہیں اور بڑے قصبوں یا بنیادی مراکز صحت پر کھڑے ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ چھوٹی سڑکوں پر نہیں جا سکتے۔ ان چھوٹے علاقوں میں وہ اپنی services ہی provide نہیں کر سکتے۔ ان کے پٹرول اور maintenance کا خرچہ حکومت پر اضافی بوجھ ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم یہ اربوں روپے پہلے سے موجود اینٹ، سیمنٹ اور گارے سے بنے ہوئے infrastructure کو بہتر بنانے، مضبوط کرنے اور ان کو سہولیات مہیا کرنے پر خرچ کریں۔ موبائل ہسپتال کا منصوبہ میرے خیال میں 1122 کی نقل کرتے ہوئے بنایا گیا ہے۔ 1122 اتنی کامیاب ہوئی اور وہ ہر جگہ پہنچ جاتی ہے اس لئے حکومت کو کسی نے مشورہ دیا کہ ہم بھی اسی طرح کی کوئی چیز ذرا بڑھا کر دیں۔ 1122 والے لوگوں کو ایمرجنسی سروس مہیا کر کے proper ہسپتال کے اندر لے کر آتے ہیں جہاں پر ہر قسم کے ڈاکٹر مہیا ہو جاتے ہیں لہذا میری گزارش ہو گی کہ اس منصوبے کو reconsider کیا جائے اور دیکھا جائے کہ آیا یہ چیز ہمارے لئے کار آمد بھی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر! میں آبادی کے حوالے سے ایک کانفرنس میں گیا اور وہاں سے آبادی کے حوالے سے اعداد و شمار سن کر میں اپنے ملک اور صوبے کے لئے بڑا پریشان ہوا۔ ہمارے ملک میں پچیس سال سے کم عمر 64 فیصد کی آبادی ہے یعنی ہماری 64 فیصد آبادی پچیس سال سے کم عمر لوگوں پر مشتمل ہے۔ اس سے زیادہ ڈرانے والی آپ کو بات بتاؤں کہ ہماری 38 فیصد آبادی پندرہ سال سے بھی کم عمر لوگوں کی ہے جنہوں نے ابھی بچے پیدا کرنے شروع نہیں کئے۔ ہمارے ملک کے اندر آبادی کا ایک بہت بڑا بم پھٹنے کو تیار ہے جبکہ ہم نے اس اہم مسئلے کی طرف سے آنکھیں بند کی ہوئی ہیں۔ محکمہ پاپولیشن وفاقی حکومت سے devolve ہو کر صوبے کے پاس آ گیا ہے۔ صوبہ اس کی ownership نہیں لے رہا

اوراس اہم مسئلے کی طرف اس وقت کسی کی توجہ نہیں ہے تو میری یہ گزارش ہو گی کہ اس اہم مسئلے کی طرف بھی ضرور توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر! آپ میری طرف بار بار دیکھ رہے ہیں اس لئے میں اپنی تقریر کو مختصر کرتا ہوں۔ میں اپنے سب بھائیوں اور بہنوں کی توجہ ایک مسئلہ کی طرف دلانا چاہوں گا کہ میں جنوبی پنجاب کے ایک نہایت پسماندہ علاقے کا نمائندہ ہوں اور یہ ایوان اس بات کا گواہ ہے، پرانے ممبران اور میرے جو دوست بیٹھے ہیں وہ اس بات کے گواہ ہیں کہ میں پچھلے دور حکومت میں بھی یہی بات کہتا رہتا تھا کہ disparity and quality of life کا جو فرق ہے اس کے ساتھ نفرتیں اور دوریاں پھیلتی ہیں میں بار بار یہ بات کہتا رہا کہ اس کو address کیا جائے لیکن میری بات کو کسی نے اتنی زیادہ اہمیت نہیں دی۔ میں نے quality of life index ڈھونڈی اور اس کے اندر میں یہ چیز دیکھ کر حیران ہوا کہ سب سے بُری quality of life، میں نیچے سے پڑھنا شروع کرتا ہوں، تحصیل علی پور، چوبارہ، احمد پور شرقیہ، منچن آباد، جتوئی، جام پور، لیاقت پور، روجھان، بہاولپور، خیرپور، جلال پور پیر والا، تونسہ، احمد پور سیال، شورکوٹ، مظفر گڑھ، شجاع آباد، کروڑ پکا، یہ نیچے سے سب سے بڑی quality of life ہے جہاں اگر میں اوپر سے پڑھوں تو اس میں سمن آباد، گلبرگ ٹاؤن، داتا گنج بخش ٹاؤن، شالامار ٹاؤن، راول ٹاؤن، راوی ٹاؤن، عزیز بھٹی ٹاؤن، لاہور کینٹ، جناح ٹاؤن، قلعہ دلدار سنگھ، ٹیکسلا، مدینہ ٹاؤن، سیالکوٹ، نندی پور، اروپ ٹاؤن، علامہ اقبال ٹاؤن، پسرور، کامونکی ٹاؤن، یہ میرے دیئے ہوئے نمبر نہیں ہیں، یہ نمبر اُن لوگوں نے دیئے ہیں جنہوں نے quality of life کو assess کیا ہے جس کے اندر انہوں نے سہولیات، صحت اور تعلیم کی تفریق کی بات کی ہے۔ اوپر سے اضلاع میں آتے ہیں تو لاہور، راولپنڈی، گوجرانوالہ، گجرات، سیالکوٹ، فیصل آباد، جہلم اور اسی طرح یہ لسٹ چلتی ہے اور جب نیچے سے اوپر چلتے ہیں تو میانوالی، لیہ، ڈیرہ غازی خان، جھنگ، پاکپتن، بہاولنگر، راجن پور تو یہ جو تفریق ہے اس کو address کرنے کی ضرورت ہے۔ حکومت پنجاب نے پچھلے سال اعلان کیا تھا کہ جنوبی پنجاب کے حالات کو بہتر کرنے کے لئے 52۔ارب روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ مجھے نہیں پتا کہ actually کتنا پیسا خرچ ہوا کیونکہ ایسے ہی کسی پر الزام لگانا مناسب نہیں ہو گا لیکن مجھے کوئی ٹھوس قسم کی ایسی چیز ہوتی ہوئی نظر نہیں آئی۔ اس سال حکومت نے 70۔ارب روپیہ کا اعلان کیا ہے تو میں پچھلے کئی سالوں سے اسی طرح کے اعلانات سُن رہا ہوں۔ تین سال پہلے پنجاب کے پسماندہ ترین علاقہ ٹرائیبل تحصیل کے لئے 3۔ارب روپے کا اعلان کیا گیا تھا اور وہ بار بار repeat ہوتا رہا ہے، اس سال کہا گیا ہے کہ اُن 3۔ارب

روپے میں سے 15 کروڑ روپے release کر دیئے جائیں گے تو اُس کی سیاسی خبریں تو پچھلے تین سال سے بن رہی ہیں لیکن اس سال اُس کے لئے 15 کروڑ روپیہ دے دیا جائے گا۔ اس حساب سے تو 48 سال میں وہ 3۔ارب روپیہ ٹرائیبل تحصیل کو ملے گا۔ اسی طرح ڈیرہ غازی خان میڈیکل کالج کا اعلان تین سال پہلے ہوا تھا اور میں وزیر اعلیٰ صاحب کا بڑا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے مجھے پچھلی دفعہ اسمبلی کی سیڑھیوں کے اوپر کہا کہ تمہاری تجویز تھی کہ میڈیکل کالج میں کلاسیں شروع کر دی جائیں تو وہ ہم اس سال شروع کر دیں گے۔ اُس میڈیکل کالج کی کلاسیں پچھلے سال سے شروع ہو چکی ہیں اور اُس کالج کے اندر بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں لیکن اُس کالج کی بلڈنگ کے لئے پچھلے سال میں ایک اینٹ بھی نہیں رکھی گئی اور میں چیلنج کرتا ہوں۔ ڈیرہ غازیخان اور آس پاس کے اضلاع کے دوستوں سے بھی میری گزارش ہے کہ وہ آئیں اور دیکھ کر مجھے بتائیں کہ اس سلسلے میں اُس کالج کے لئے ایک اینٹ رکھی گئی ہے یا نہیں۔

جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ پچھلے سال سیلاب میں ہماری فصلیں ڈوبی ہیں اور وہاں پر ہمارا ہی infrastructure تباہ ہوا ہے تو وہاں پر کچھ لوگوں کو بیس بیس ہزار روپے کے وطن کارڈ بھی ملے ہیں جس میں دس ہزار وفاقی حکومت نے دیا، دس ہزار روپیہ صوبائی حکومت نے دیا اور اُس کے اندر بھی میں اپنا گلہ کر ہی دوں کہ میرے ڈوبے ہوئے علاقے کی طرف حکومت پنجاب کی بالکل توجہ نہیں تھی اس لئے کہ میں شاید اپوزیشن کا ممبر ہوں۔ اس ایوان میں بار بار یہ بات کہی گئی کہ جنوبی پنجاب کے لوگ بڑے بڑے عہدوں پر رہے ہیں تو میں آج آپ لوگوں کے سامنے سرکاری لسٹ پیش کر دیتا ہوں۔ میاں ممتاز دولتانہ صاحب اپریل 1951 سے لے کر اپریل 1953 تک دو سال کے لئے پنجاب کے وزیر اعلیٰ رہے جو کہ جنوبی پنجاب سے تھے۔ اس کے بعد عبدالحمید دستی، مصطفی کھر، صادق قریشی سب ملا کر چھ سال تک وزیر اعلیٰ رہے ہیں، اسی طرح جنوبی پنجاب سے جتنے گورنر رہے ہیں اُن سب کا ٹائم ملا کر آٹھ سال بنتا ہے۔ جنوبی پنجاب سے آخری دفعہ صادق قریشی صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب 1977 میں بنے تھے اور آپ نے سردار دوست محمد کھوسہ کو دو مہینے کے لئے پنجاب کا وزیر اعلیٰ بنا کر جنوبی پنجاب کے ساتھ مذاق کیا تھا، اُس کو آپ count نہ کریں تو 1977 سے لے کر اب تک پنجاب کا وزیر اعلیٰ جنوبی پنجاب سے نہیں بنا اور اسی عرصے کے دوران وہاں پر quality of life خراب ہوئی اور اسی لئے آج وہاں کے لوگ پنجاب سے الگ ہونے اور دوسرے صوبے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: بڑی مہربانی، بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ جناب ممتاز احمد جججہ صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد ججہ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ یقیناً آج کی بحث کا موضوع 12-2011 کا وہ بجٹ تخمینہ ہے جو حکومت پنجاب نے اس ایوان میں پیش کیا ہے۔ میں اپنی طرف سے وزیر اعلیٰ پنجاب اور حکومت پنجاب کو اس عوامی بجٹ کے پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں اور میری نظر میں اس بجٹ کو عوامی بجٹ، غریبوں کا بجٹ اور نوجوانوں کا بجٹ کہنے میں کوئی بات نہیں ہے کیونکہ جس طریقے سے ان طبقوں کو سہولتیں فراہم کرنے کے لئے اس بجٹ میں وافر مقدار میں سرمایہ مہیا کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یقیناً اس طریقے سے پسے ہوئے طبقوں کی حوصلہ افزائی ہو گی اور اُن کو سوسائٹی میں رہنے کے لئے ایک بہتر opportunity ملے گی۔

جناب سپیکر! چونکہ میرا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے تو میں بجٹ کے حوالے سے اپنی بات شروع کرنے سے پہلے عرض کروں گا کہ یہاں پر جنوبی پنجاب کے حوالے سے بہت ساری باتیں کی جاتی ہیں اور میرے وہ دوست بڑی دردمندی سے جنوبی پنجاب کی کسمپرسی کا رونا روتے ہیں جو صرف پچھلے پانچ سال ہی اقتدار میں نہیں رہے بلکہ وہ اُس سے پہلے بھی اقتدار میں رہے ہیں اور اُن کا تعلق بھی جنوبی پنجاب سے ہے۔ میں اگر آپ کے سامنے وہ حقائق بیان کروں کہ پچھلے ادوار کے چار سالوں میں جنوبی پنجاب کی development کے لئے صرف 51۔ارب روپیہ رکھا گیا جبکہ اس حکومت کے دور اقتدار میں ان چار سالوں میں 212۔ارب روپیہ رکھا گیا۔ آج مجھے نہیں سمجھ آتی کہ وہ کس منہ سے جنوبی پنجاب سے اپنی ہمدردی جتلاتے ہیں اور جنوبی پنجاب میں بسنے والے غریب لوگوں کی ٹھیکیداری کا علم بلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک طرف تو وہ دانش سکولوں کو criticize کرتے ہیں جو کہ صرف جنوبی پنجاب میں شروع کئے گئے ہیں۔ میں حلفاً کہنے کے لئے تیار ہوں کہ میرے بہاولپور ڈویژن میں جو تین دانش سکول مکمل ہوئے ہیں جن کا افتتاح خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے خود کیا، میں خود ان تین تقریبات میں موجود تھا۔ ان سکولوں میں داخل ہونے والے بچوں کی زبانی جو آپ بیتی سنی تو میں تینوں دفعہ وہاں رویا۔ ان بے سہارا، یتیم، غریب اور لاچار بچوں نے جس طرح اپنے جذبات کا اظہار کیا تو مجھے اس سے یہ اندازہ ہوا کہ ہمارے معاشرے کے اندر یہ دو طبقے کس طریقے سے پیدا ہو رہے ہیں، ایک طرف ایلیٹ کلاس ہے جو ایچیسن اور صادق پبلک سکول میں پڑھتی ہے جو انگلینڈ میں جا کر تعلیم حاصل کرتی ہے۔ دوسری طرف وہ بے سہارا بچے جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا آخر وہ تنگ آ کر ان مدرسوں میں جاتے ہیں جہاں وہ رات کا کھانا بھیک مانگ کر کھاتے ہیں۔ آج ہم کہتے ہیں کہ خودکش حملہ آور کیوں پیدا ہوتے ہیں؟ جب معاشرے میں تفریق اس حد تک ہو جائے گی تو پھر یقیناً

خود کش حملہ آور ہی پیدا ہوں گے۔ ہم نے اس خود کش حملہ آور کا راستہ روکنے کے لئے اپنے اس پسماندہ علاقے کو promote کرنے کے لئے دانش سکولوں کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ وہاں چار سو بارہ بچے ہیں یا تین سو بارہ بچے ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر آپ معاشرے میں ایک گھر کو بھی باعزت اور غیر تمند طریقے سے زندہ رہنے کے لئے وسائل مہیا کر دیں تو یہ بھی ایک انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوتا ہے۔ میرے دوست جو یہ بات کرتے ہیں کہ تعلیم کے باقی نظام کو بھی promote کرنا چاہئے مجھے ان سے مکمل اتفاق ہے اور میری حکومت اس کو promote کرنے کے لئے بھرپور کردار ادا کر رہی ہے۔ اس سال کے بجٹ میں بھی ہم نے اپنے اس نظام کو promote کرنے کے لئے اس کے ہر سیکٹر کو take up کیا ہے۔ ہم نے بچوں کی حوصلہ افزائی کے لئے اربوں روپے وظائف کی صورت میں رکھے ہیں۔ وہاں سکولوں کی missing facilities کو دور کرنے کے لئے بھی اربوں روپے رکھے گئے ہیں۔ ہمارے بجٹ کا تخمینہ اس بات کا شاہد ہے۔ ہماری حکومت نے آئندہ سال کے بجٹ میں اٹھارہ سو سترہ سکولوں کی SNE منظور کی ہے، کئی سالوں سے عمارتیں تعمیر ہو چکی تھیں لیکن ان کے لئے سٹاف مہیا نہیں کیا گیا تھا تو آئندہ آنے والے مالی سال میں ساڑھے آٹھ ہزار نئے اساتذہ کی اسامیاں منظور کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ پنجاب کے اندر اساتذہ کی کمی کو پورا کرنے کے لئے چالیس ہزار اساتذہ کی علیحدہ سمری وزیراعلیٰ صاحب کے پاس پہنچ چکی ہے انشاء اللہ بہت جلد اس کی منظوری ہو جائے گی اور اس طرح پنجاب کے اندر اساتذہ کی کمی کو مکمل طور پر پورا کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر! یہاں میرے ایک فاضل دوست نے گندم کی export کی بات کی تھی تو میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب حکومت نے اس سال بھی گندم کو export کیا ہے لیکن جب اجازت ملی ہے تو اس وقت export کیا گیا ہے۔ یقیناً storage capacity کو بڑھانے کی ضرورت ہے۔ میں اپنے وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس سیکٹر کو بھی زیر غور لایا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں بات کی جاتی ہے کہ سستی روٹی ناکام ہو گئی اور فوڈ سٹیمپ پروگرام ناکام ہو گیا تو میں کہتا ہوں کہ اگر اس میں کوئی کرپشن ہوئی ہے تو اس کی نشاندہی کریں تو ہم آپ کے مشکور ہوں گے۔ اسی طرح جو نئی سکیمیں شامل کی گئی ہیں، ان پر جن خدشات کا اظہار کیا جا رہا ہے میں اپنے دوستوں اور ساتھیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ پیلو کیب سکیم، نوجوانوں کے لئے بلا سود قرضہ کی سکیم، اس کے علاوہ زرعی گریجویٹس اور ویٹرنری گریجویٹس کے لئے زرعی زمینوں کی الاٹمنٹ کی سکیمیں ہیں آپ ان کی نگرانی کریں۔ میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ اگر کہیں کرپشن ہو، اگر کہیں حکومتی سطح پر

کرپشن ہو تو ہم آپ کو اس کے لئے جوابدہ ہیں۔ یہ سکیمیں صرف اس طبقے کے لئے ہیں جو حقدار ہے۔ اگر کسی غریب گریجویٹ کو بلا سود 20 ہزار بلکہ پچھلی ایک میٹنگ میں ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم 20 ہزار کو بھی بڑھائیں گے شاید 25 یا 30 ہزار روپے کریں گے۔ اس حوالے سے اگر ان نوجوانوں کو support ملتی ہے کہ وہ اپنا روزگار کمانے کے لئے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائیں تو اس میں کون سی قیامت آ جائے گی یا کون سا mishap ہو جائے گا جس کے لئے آپ اتنا واویلا کر رہے ہیں۔ یہاں پر کہا گیا کہ ییلو کیب سکیم پہلے بھی ناکام ہو گئی تھی۔ مجھے نہیں پتا کہ وہ کس جگہ پر ناکام ہوئی بلکہ آج بھی وہ نوجوان جواب تقریباً middle age کو پہنچ چکے ہیں مجھے ملتے ہیں تو وہ میاں محمد نواز شریف کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ میاں صاحب نے انہیں باعزت روزگار کے لئے ایک موقع فراہم کیا تھا۔

جناب سپیکر! یہاں یہ بات بھی کی گئی کہ وزیر اعلیٰ نے سیاسی نعرہ لگایا ہے کہ اغیار کی امداد ہم نہیں لیں گے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ امداد اور پارٹنرشپ میں بہت فرق ہوتا ہے۔ امداد میں جب کوئی بندہ اپنے ضمیر کو رہن رکھتا ہے تو اس کی ہر چیز ختم ہو جاتی ہے۔ ہم نے اس امداد کو ہمیشہ کے لئے رد کر دیا ہے جس میں ہمارے ضمیر کا سودا کیا جاتا تھا۔ جہاں تک ورلڈ بنک یا جو مالیاتی ادارے ہیں ان کے ساتھ جس طریقے سے معاملات چلتے ہیں ان میں کہیں بھی آپ کی غیرت اور عزت نفس مجروح نہیں ہوتی۔ یہ دنیا کا نظام ہے۔ یہاں ایک طرف یہ تنقید کی جاتی ہے کہ انہوں نے سیاسی نعرہ لگایا ہے اور اس کے بعد بھی یہ امداد لے رہے ہیں۔ ہم نے جو بات کی ہے اصولوں پر کی ہے۔ ہمیں جس طریقے سے جو ممالک امداد دے کر ہمارے ضمیر خریدتے ہیں اور انہوں نے جس طریقے سے قوم کو غلام بنانے کی ایک ناکام کوشش کی ہے ہم نے اس کو challenge کیا ہے۔ ہم نے ماضی میں بھی اس کو challenge کیا تھا اور ہم نے آج بھی اس کو challenge کیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اگر ہمیں بھوکا رہ کر بھی عزت اور غیرت سے زندہ رہنا پڑے تو ہمیں حوصلہ کرنا چاہئے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جی، بالکل صبر ہونا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد ججہ): جناب سپیکر! یہ مجھے disturb کر رہی ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اُدھر نہ دیکھیں، مجھ سے مخاطب ہوں اور اپنی بات جاری رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد ججہ): جناب سپیکر! میں بوڑھا آدمی ہوں۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں مگر کون کہتا ہے کہ آپ بوڑھے آدمی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد ججہ): جناب سپیکر! چلیں، کوئی بات نہیں۔ وہ بچی ہے اس لئے میں در گزر کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بس ٹھیک ہے۔ اب آپ اپنی بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد ججہ): جناب سپیکر! یہاں جنوبی پنجاب کے حوالے سے بہت ذکر کیا گیا ہے۔ میں نے جیسے گزارش کی کہ ہماری قیادت نے جس طریقے سے جنوبی پنجاب کی طرف توجہ دی ہے اس کی ماضی میں کہیں بھی مثال نہیں ملتی، چاہے وہ سیلاب کا دورانیہ ہو، چاہے باقی ڈویلپمنٹ کے پروگرام ہوں کیونکہ میں اس بات کا خود گواہ ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب جون، جولائی کے مہینوں میں بھی مسلسل جنوبی پنجاب کے علاقوں میں دورے کرتے رہے ہیں۔ میں نے سیلاب کے دنوں اپنی آنکھوں سے وہ scene بھی دیکھا ہے جب وزیر اعلیٰ پنجاب نے رحیم یار خان سے ہیلی کاپٹر میں مسلسل بارہ گھنٹے مختلف علاقوں میں اُن سیلاب زدگان کے پاس جا کر سامان پہنچایا۔ باتیں کرنا اور criticize کرنا بہت آسان ہے لیکن عملی طور پر کچھ کر دکھانا یقیناً مشکل بات ہوتی ہے۔ ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہماری قیادت جو کہتی ہے اُس کو عملی طور پر کر کے بھی دکھاتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

محترمہ نرگس فیض ملک: بڑی خوشامد کی جا رہی ہے۔

محترمہ ساجدہ میر: بجٹ پر بھی بات کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد ججہ): محترمہ! آپ کو کیا ہو گیا ہے؟

جناب سپیکر: ججہ صاحب! آپ اُدھر کیا دیکھتے ہیں، میری طرف دیکھ کر بات کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد ججہ): جناب سپیکر! اگر اُدھر دیکھنا جرم ہے تو پھر میں نہیں دیکھوں گا۔

جناب سپیکر: نہیں، ایسی بات نہیں ہے لیکن جب وہ بیٹھے ہوئے کوئی بات کرتے ہیں تو پھر آپ رُک جاتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد ججہ): جناب سپیکر! اگر دیکھنے سے مجھے کچھ سکون مل جائے تو پھر آپ کو بھی اتنا ناراض نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: اب آپ اپنی بات کریں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد ججہ): جناب سپیکر! میں چند ایک گزارشات زراعت کے حوالے سے بھی کرنا چاہوں گا۔یہاں پر بہت کچھ کہا گیا ہے کہ زراعت کو حکومت پنجاب ignore کر رہی ہے لیکن ایسی کوئی بات نہیں ہے۔اگر گرین ٹریکٹر سکیم اس سال بجٹ میں شامل نہیں ہوئی تو یقیناً ہم نے اپنے وزیر اعلیٰ سے یہ گزارش کی ہے اور باقی بہت سارے دوستوں نے بھی یہ سوال اٹھایا ہے لہذا ہماری قیادت یقیناً اس issue کو بھی دیکھے گی۔اس کے ساتھ ساتھ حکومت پنجاب نے زراعت کے باقی تمام sectors کو جس طرح اولیت دیتے ہوئے take up کیا ہے جیسے ایک لاکھ ایکڑ پر drip irrigation کا پروگرام ہے جو ایک ایسا انقلابی قدم ہے جس سے پانی کے ضیاع پر کنٹرول ہوگا کیونکہ اِس وقت اس sector میں یہ ہمارا burning issue ہے مگر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ پانی اللہ تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اُس کو ہم سمندر میں گرا دیتے ہیں۔اگر کالا باغ ڈیم کا نام لیا جائے تو کئی طرف رونا اور واویلا شروع ہو جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ ہم پر رحم کرے، ہمارے اندر ایک قومی سوچ پیدا ہو اور ہم اپنے اُن قومی ضیاع کو روک سکیں جن سے ہمارا مستقبل وابستہ ہے۔

معزز ممبران: خوشامد کم کریں۔

MR SPEAKER: No interruption please.

پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم (چودھری ممتاز احمد ججہ): جناب سپیکر! میرے پاکستان پیپلز پارٹی کے colleagues پنجاب کا بہت رونا روتے ہیں، وہ بھی پنجاب کے باسی ہیں اور انہیں بھی یقیناً اتنا ہی دکھ ہے جتنا ہمیں ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ اپنی قیادت سے یہ گزارش کریں کیونکہ اس ملک کا سربراہ جس کا تعلق صوبہ سندھ سے ہے اور سب سے زیادہ گالی کالا باغ ڈیم کے نام کو سندھ سے دی جاتی ہے تو پھر وہ سربراہِ مملکت ایک قومی consensus پیدا کر کے ایک ایسا فیصلہ کر دے جو ہمیشہ کے لئے اَمر ہو جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب میاں محمد نواز شریف صاحب اس ملک کے وزیر اعظم تھے تو انہوں نے کالا باغ ڈیم پر چاروں صوبوں کو اعتماد میں لیا اور ایک consensus کا پروگرام شروع ہوا لیکن ایک آمر کی آمریت کی وجہ سے سارا پروگرام ادھورا رہ گیا۔انشاء اللہ میں اللہ کی مدد سے یہ اعلان کرتا ہوں کیونکہ مجھے یقین ہے کہ یہ کام بھی میری ہی قیادت کرے گی، مجھے یقین ہے کہ میری ہی قیادت اس ملک کے ساتھ committed ہے اور میری ہی قیادت پاکستان made ہے جس کا مرنا جینا پاکستان میں ہے، وہ پاکستان سے محبت کرتی ہے اور جو بھی بہتری کا کام ہوگا وہ انشاء اللہ تعالیٰ میری ہی قیادت کرے گی۔ میں گزارش

کر رہا تھا کہ اس بجٹ میں drip irrigation کے لئے تقریباً ایک لاکھ ایکڑ کو take up کیا جا رہا ہے، زمین کو level کرنے کے لئے تقریباً پچیس سو laser leveler کسانوں میں تقسیم کئے جا رہے ہیں اور اس کے علاوہ بہت ساری مشینری پر بھی subsidy کسانوں کو مہیا کرنے کا پروگرام ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہاں پر کہا جاتا ہے کہ پاکستان کے اندر کھالا جات تقریباً 80,90 فیصد مکمل ہو چکے ہیں حالانکہ جو کھالا جات بنے ہیں وہ لمبائی کے حساب سے صرف 30 فیصد بنے ہیں باقی کچے ہیں۔ میری حکومت نے اس بجٹ میں اس sector کو بھی take up کرتے ہوئے خاطر خواہ رقم مختص کی ہے جس سے بقایا رہنے والے کھالا جات کو بھی مکمل کیا جائے گا اور جو پہلے سے بنے ہوئے ہیں اُن کی لمبائی میں بھی اضافہ کیا جائے گا جس سے اصلاح آبپاشی میں ایک انقلابی تبدیلی آئے گی۔ میں irrigation کے حوالے سے ایک دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ سال کے مالی بجٹ میں اس سسٹم کو بہتر کرنے کے لئے ایک خاطر خواہ رقم رکھی گئی ہے اور پچھلے سال کی نسبت اس میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے جنوبی پنجاب کا بہت ہی دیرینہ مسئلہ جس کے لئے میرے قائد میاں محمد شہباز شریف نے پچھلے بجٹ میں اعلان فرمایا تھا اور اُس کے لئے تقریباً 2.6 بلین کا project ہے جس سے میلسی سائفن لنک کینال کی raising اور میلسی سائفن پر ایک نئی ٹنل کے قیام کے لئے 2۔ارب 60 کروڑ روپے لاگت آئے گی اس کے لئے حکومت پنجاب نے آئندہ مالی سال کے بجٹ میں تقریباً 40 کروڑ روپے رکھے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ایسا انقلابی قدم ہے جس سے پورے خطے کو جو ہمیشہ سے پانی کی کمی کا شکار تھا وہ کمی دور ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! یہ وہ کام ہیں جو عرصہ دراز سے pending چلے آ رہے تھے اور مجھے دکھ صرف اس بات کا ہوتا ہے کہ جنوبی پنجاب سے ماشاء اللہ میرے colleague اور میرے سینئر بھی بڑے بڑے جاگیر دار جن میں مخدوم اور مہامخدوم ہیں جن کی تعلیم انگلینڈ اور پاکستان کے اعلیٰ سکولوں میں ہوتی ہے انہیں جنوبی پنجاب کے غریبوں کی پریشانی بہت ستاتی ہے لیکن عملی طور پر ماضی میں جو کچھ ہوا اس سے وہاں کے لوگوں کی محرومیوں میں اضافہ تو ضرور ہوا ہے مگر ان کی محرومیوں میں کمی نہیں آئی بلکہ محرومیوں میں کمی میری اس حکومت کے دور میں ہوئی ہے اور واقعی محرومیوں میں کمی کا آغاز ہوا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ میری اس حکومت کے دور میں جنوبی پنجاب کو باقی پنجاب کے برابر ہر سطح پر لایا جائے گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: سید عبدالقادر گیلانی صاحب!

سید عبدالقادر گیلانی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں سب سے پہلے ایوان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ دونوں sides چاہے وہ حکومتی بنچ ہوں یا اپوزیشن، بجٹ اجلاس کے دوران ایک دوسرے کی کردار کشی اور ایک دوسرے پر الزامات لگانے کی بجائے ہمیں جمہوری تسلسل کو جاری رکھنا چاہئے۔ ہم اپوزیشن کا کردار ادا کر رہے ہیں، تنقید کرنا یا بجٹ کی خامیوں کی نشاندہی کرنا ہمارا حق ہے اور ہم اس بجٹ کو پاس کرانا چاہتے ہیں۔ ہم اس جمہوری سلسلے کو جاری رکھنا چاہتے ہیں۔آپ دیکھ سکتے ہیں کہ ملک بحرانوں میں سے گزر رہا ہے۔یہاں پر ہمارے فوجی شہید ہو کر قربانیاں دے رہے ہیں، ہمیں economic and energy crisis نے گھیرا ہوا ہے تو ایسے میں ہمیں اپنے ملک کو مفاہمت سے مل بیٹھ کر، اکٹھے ہو کر ان بحرانوں سے نکالنا ہے لہذا میری گزارش یہ ہے کہ اگر میں بجٹ کے دوران کسی بھی بات پر کوئی تنقید کروں یا اپنا مشورہ دینا چاہوں تو اسے دل پر نہ لگایا جائے۔ حکومت سے یہ گزارش ہے کہ اسے دل پر نہ لگایا جائے۔ اگر میری اس suggestion کو accommodate کیا جائے تو اس میں پنجاب کا ہی فائدہ ہے کیونکہ حکومت کی بہتری کے لئے ہی ہم اصلاح کرتے ہیں۔ اگر اسے دل پر لگا کر ہنگامہ آرائی شروع ہو جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری بجٹ پر speeches کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ پچھلے سال سیلاب آیا جس میں جنوبی پنجاب کے زیادہ تر اضلاع میں نقصان ہوا۔ بجٹ کی کتابوں کے ریکارڈ کے حساب سے 62 لاکھ افراد بے گھر ہوئے، ان کے گھر تباہ ہوئے، ان کے جانور سیلاب کی نذر ہوئے، وہ لٹ گئے تو پنجاب اور وفاقی حکومت نے فیصلہ کیا کہ 6 لاکھ خاندانوں کے لئے cash کی صورت میں ان کی مدد کریں گے۔ وفاقی حکومت کے تعاون کے ساتھ "وطن کارڈ" بنائے جس کے تحت بیس بیس ہزار روپے فی خاندان پنجاب حکومت نے دیئے جو میں سمجھتا ہوں کہ ایک اچھا اقدام تھا لیکن بیس بیس ہزار روپے سے آج بھی ان کا حال ویسا ہی ہے اور ان کی زندگی میں کوئی بہتری نہیں آئی۔ میری یہ گزارش اور تجویز ہے کہ جس طرح وعدہ کیا گیا تھا کہ 50 ہزار روپے پنجاب حکومت کی طرف سے دیا جائے گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ 18۔ارب روپے 30 ہزار روپے فی گھر کے حساب سے بنتا ہے جو اس بجٹ میں نہیں رکھا گیا جبکہ پچھلے سال کی طرح سستی روٹی جس طریقے سے فلاپ ہوئی اور 90 فیصد غریب لوگ اس سے محروم رہے۔ لاہور اور upper Punjab کے چند ایسے اضلاع تھے جہاں پر سستی روٹی مہیا ہوتی تھی اور اس سال بھی اس سکیم

کے لئے 13۔ارب روپے رکھے گئے ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ اس 13۔ارب روپے کو سیلاب متاثرین کو دیا جائے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب حکومت نے اعلان کیا کہ ہم Model Villages بنائیں گے جو کہ اچھی بات ہے لیکن یہ دو سو سے زائد آپ نہیں بنا سکتے اور حد دو سو بنالیں گے تو میری یہ تجویز ہے کہ وہ خاندان جو جھونپڑیوں میں رہتے ہیں ان کے لئے ایک ایک لاکھ روپے فی کمرہ کے حساب سے انہیں دیا جائے تو یہ Model Villages سے کہیں بہتر ہوگا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! وفاقی حکومت کا clean water for all ایک پراجیکٹ تھا جس پر اربوں روپے وفاقی حکومت نے پنجاب حکومت کو دیئے جس سے ہر یونین کونسل میں صاف پینے کے پانی کا فلٹریشن پلانٹ لگایا جانا تھا جو کہ کافی حد تک مکمل ہو چکے ہیں یعنی لگ چکے ہیں لیکن افسوس کہ پنجاب حکومت نے اس بجٹ میں ان فلٹریشن پلانٹ کو چلانے کے لئے کوئی پیسا نہیں رکھا۔اربوں روپے کی پراپرٹی یعنی واٹر فلٹریشن پلانٹس ضائع ہو رہے ہیں کیونکہ وہاں بجلی کے میٹر لگانے اور ان کے بل ادا کرنے کے لئے پیسے نہیں ہیں۔ ہم ایم پی ایز جب اپنی یونین کونسل میں جا کر واٹر فلٹریشن پلانٹ کا افتتاح کرتے ہیں تو لوگ تالیاں بجاتے ہیں جس سے ہمیں کافی پذیرائی ملتی ہے لیکن جب ایک ماہ بعد دوبارہ جاتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ بند پڑا ہے اور اس طرح مرکزی حکومت کے ان پلانٹس پر لگنے والے اربوں روپے ضائع ہو رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ پنجاب حکومت کو ان پلانٹس کو چلانے کے لئے اس بجٹ میں کوئی پیسے رکھنے چاہئیں تھے۔

جناب سپیکر! دانش سکول کا منصوبہ بہت اچھا ہے اور ہم تعلیم کے خلاف نہیں ہیں بلکہ ہم چاہتے ہیں کہ پنجاب میں سکول ہوں جہاں بچوں کو تعلیم کی سستی سہولتیں ملیں لیکن ایک طرف آپ نے پنجاب کے اثاثوں جیسے محکمہ انہار کے بنگلوں کو فروخت پر لگایا ہوا ہے they are for sale انہیں ایک طرف فروخت کیا جا رہا ہے اور دوسری طرف اربوں روپے دانش سکولوں کی بلڈنگ کی تعمیر کے لئے مختص کر کے وہاں پر لگائے جا رہے ہیں۔اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ دانش سکول ضرور بننے چاہئیں لیکن آپ کے پاس ہر ضلع اور تحصیل میں انفراسٹرکچر آج کا نہیں کئی سال پرانا موجود ہے یعنی آپ کے پاس ہائی سکولز، پرائمری سکولز اور ہائر سیکنڈری سکولز ہیں تو بجائے اس کے کہ آپ یہ پیسا دانش سکولوں کے انفراسٹرکچر کی تعمیر پر لگائیں اور وقت بھی ضائع کریں تو آپ پہلے سے موجود انفراسٹرکچر کی تعمیر نو اور missing facilities پوری کریں تو اس سے پنجاب کا فائدہ ہوگا اور غریبوں کے بچوں کو

پڑھنے میں سہولت ملے گی بجائے اس کے کہ ہمیں وقت بھی ضائع کرنا پڑے اور آگے ہو بھی کچھ نہ۔ اپنے پنجاب کے پرانے اثاثے فروخت کر کے دانش سکولوں کی نئی construction کریں جس کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

جناب سپیکر! ییلو کیب سکیم کے متعلق آپ جانتے ہیں، ہم سب جانتے ہیں اور پوری قوم جانتی ہے کہ پچھلی دفعہ بھی اسے بڑے massive scale پر launch کیا گیا لیکن یہ بڑی بُری طرح سے پٹ گئی اور آپ نے دیکھا کہ آج بھی بنک اربوں روپے کے defaulter ہیں۔ بجٹ کی کتابوں میں جنوبی پنجاب کے نوجوانوں اور گریجویٹس کو یہ incentive دیا گیا کہ ہم ییلو کیب سکیم لے کر آرہے ہیں اور جنوبی پنجاب کے گریجویٹ نوجوان کو ٹیکسی ڈرائیور بنائیں گے تو یہ کہاں کا انصاف ہے جبکہ لاہور، گجرات، گوجرانوالہ اور upper Punjab کے نوجوان گریجویٹس کو آپ اسسٹنٹ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر بنانے کا سوچتے ہیں جبکہ جنوبی پنجاب کے نوجوانوں کے لئے ٹیکسی سکیم نکال دی ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ یہ بات اس علاقے کی آواز ہے کہ ہمارے ساتھ یہ کیا ہو رہا ہے؟ میں لاہور کے خلاف نہیں، ہماری طرف سے لاہور پر جتنا مرضی پیسا لگائیں ہمیں منظور ہے۔ upper Punjab بھی ہمارے صوبہ کا حصہ ہے لیکن آپ جنوبی پنجاب کے محروم اور پسے ہوئے عوام کے ساتھ یہ زیادتی نہ کریں کہ انہیں صرف یہ incentive دیں کہ جب آپ گریجویٹس ہوں گے تو آپ کو ٹیکسی دیں گے اس لئے ہم اس سکیم کی بھرپور مخالفت کرتے ہیں۔ اس سے بہتر کئی سکیمیں ہو سکتی ہیں جن سے پنجاب کے عوام اور جنوبی پنجاب کا کوئی فائدہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! آشیانہ ہاؤسنگ، بجٹ کی کتابوں پر طنزیہ لکھا گیا جو ہم نے پڑھا کہ روٹی، کپڑا اور مکان کا یہ نعرہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے لگایا لیکن اسے عملی جامہ میاں محمد شہباز شریف صاحب پہنا رہے ہیں۔ اگر وہ کر رہے ہیں تو ہم ان کے ساتھ ہیں۔ غریبوں کے لئے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بنانے کے لئے ہماری جہاں بھی ضرورت پڑے گی ہم بھرپور support کریں گے لیکن آپ کو پتا ہے کہ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے جو نعرہ لگایا اسے عملی جامہ بھی اپنے پانچ، چھ سالہ دور میں پہنایا۔ آپ نے دیکھا کہ کویت اور دبئی میں لوگوں کو بھیج کر روٹی، کپڑا اور مکان کا وعدہ پورا کیا۔

جناب سپیکر: ٹائم چونکہ ختم ہو چکا ہے، اب ٹائم مزید آدھا گھنٹہ بڑھایا جاتا ہے۔

سید عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر! یہ جو آشیانہ ہاؤسنگ سکیم بن رہی ہے، یہ بہت ضروری point ہے۔ جو آشیانہ گھر بن رہے ہیں یہ 10 سے 20 لاکھ روپے کا ایک گھر بنایا جائے گا۔ کون سا غریب ہے جو 20 لاکھ روپے afford کر سکتا ہے؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کے خوشامدی اور چند امراء تو اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں لیکن کسی غریب کو فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر آپ جنوبی پنجاب کے تھر، تھل اور چولستان کی جھونپڑیوں والوں کے لئے ایک ایک لاکھ روپے کا اعلان کریں تو وہ آشیانہ ہاؤسنگ سکیم سے کہیں بہتر ہوگا۔

جناب سپیکر! سستے ماڈل بازار ایک بہت اچھا incentive ہے لیکن یہ چار سستے ماڈل بازار upper Punjab میں بنائے گئے اور ایک بہاولپور میں بنایا گیا، آپ بتائیں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ یعنی چار سستے ماڈل بازار upper Punjab میں اور ایک جنوبی پنجاب میں بنایا گیا۔ کیا یہ جنوبی پنجاب کی غربت کا مذاق اڑایا جا رہا ہے؟ میری گزارش یہی ہے کہ لیہ، بھکر، میانوالی، مظفر گڑھ، راجن پور، رحیم یار خان، بہاولنگر، ملتان اور لودھراں میں بھی ایک ایک سستے ماڈل بازار کا اعلان کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: انہوں نے یہ تجویز لکھ لی ہے۔ آپ اپنا ٹائم دیکھ لیں، بہت ہو گیا ہے۔

سید عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر! آخری point ہے۔ میں energy crisis کی طرف آتا ہوں۔ الزام دیا جاتا ہے کہ وفاقی حکومت کی وجہ سے آج ملک میں بجلی نہیں ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ 1990 سے پہلے لوڈشیڈنگ کے concept کا عام آدمی کو نہیں پتا تھا۔ 1990 سے لے کر 1993 تک پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جو حکومت رہی ہے اس نے اس ملک کو اندھیرے دیئے۔ لوڈشیڈنگ کا concept 1990 سے لے کر 1993 کے دوران آیا پھر لوگوں کو پتا چلا کہ لوڈشیڈنگ اور اندھیرے کیا ہوتے ہیں۔ 1993 میں جب شہید بی بی کی حکومت آئی تو پاور پلانٹ لگائے گئے جن پر نہایت تنقید کی جاتی تھی۔ جو پاور پلانٹ 1995 میں لگائے گئے وہ آپ کو 2007 تک بجلی دیتے رہے۔ آج اگر اس ملک میں بجلی نہیں ہے تو آپ ہمیں الزام دیتے ہیں۔ میں اپنی عوام کو آپ کی وساطت سے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بجلی گھر تیل سے چلتے ہیں، تیل کو import کیا جاتا ہے اور import کرنے کے لئے پیسا درکار ہوتا ہے۔ آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ پنجاب حکومت واپڈا کی اربوں روپے کی defaulter ہے۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ اس بجٹ میں سستی روٹی اور پیلو کیب کی بجائے واپڈا کے لئے پیسے رکھے جائیں۔ اگر آپ اِدھر پیسے دے دیں تو یقیناً ہمیں energy crisis کو کنٹرول کرنے میں مدد ملے گی۔

جناب سپیکر! انہوں نے بڑی بڑی کتابیں ہمارے ہاتھ میں تھمادیں اور اِدھر جنوبی پنجاب کے ساتھ discrimination کی ایک لمبی داستان ہے۔

جناب سپیکر: ٹائم کا خیال کریں۔

سید عبدالقادر گیلانی: Discrimination کی ایک لمبی داستان ہے۔ میں زیادہ detail میں نہیں جاسکتا لیکن چند مثالیں آپ کو دے سکتا ہوں۔ پنجاب حکومت نے جنوبی پنجاب کے ساتھ جو discrimination کی ہے اس کی ایک مثال یہ ہے کہ 38 کروڑ روپے انہوں نے صرف چولستان کی ڈویلپمنٹ کے لئے دیئے۔ یہ چولستان، رحیم یار خان، بہاولنگر اور بہاولپور پر مشتمل ہے جبکہ 2۔ارب روپے لاہور واسا کو دیئے گئے اور صرف 38 کروڑ روپے پورے چولستان کے لئے دیئے گئے۔

جناب سپیکر: Wind up کریں، سب کا ٹائم برابر ہوتا ہے۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

سید عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر! اگر ہم اپنی محرومیاں بیان کر رہے ہیں تو دو منٹ ان کو سن لیں۔

جناب سپیکر: یہ زیادتی کی بات ہے۔

سید عبدالقادر گیلانی: جناب سپیکر! وزیراعلیٰ صاحب نے 2010-11 میں اپنے صوابدیدی فنڈز میں سے 20 کروڑ روپیہ خرچ کیا اور پانچ سو لوگوں کو distribute کیا گیا۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گیلانی صاحب!

سید عبدالقادر گیلانی: یہ اچھی بات ہے لیکن ہمارے علم کے حساب سے 500 میں سے 260 غریب صرف لاہور کے تھے جبکہ مظفر گڑھ کا ایک، لیہ کے 2، رحیم یار خان کے 4 اور ملتان کے 13 تھے۔ کیا غربت صرف لاہور میں ہے کہ وزیراعلیٰ صاحب کو 260 لوگوں کو ایک سال میں مالی امداد دینا پڑی؟ ان کو مظفر گڑھ میں صرف ایک، رحیم یار خان میں 4 اور لیہ میں 2 نظر آئے۔

جناب سپیکر! اسی طرح سے educational projects لاہور کے لئے 30 جبکہ ملتان اور بہاولپور کے لئے 2، یہ کہاں کا انصاف ہے؟ پھر آپ کہتے ہیں کہ وہاں سے آواز کیوں اٹھتی ہے اور جنوبی پنجاب سے دھواں کیوں اٹھتا ہے؟ 220۔ارب روپے کے ترقیاتی بجٹ میں سے 70۔ارب روپیہ جنوبی پنجاب کے لئے رکھا ہے جو کہ پچھلے سال میں بھی آپ نے پورا استعمال نہیں کیا۔ وہاں صرف چند ارب روپے لگے جبکہ آپ نے لاہور کی رِنگ روڈ پر 250۔ارب روپے سے زائد کے فنڈز لگا دیئے۔

جنوبی پنجاب کی اگر محرومیاں اور پسماندگی دیکھی جائے تو ہمیں کم از کم 100۔ارب روپے کی requirement ہے۔ جنوبی پنجاب کا بجٹ70۔ارب روپے سے بڑھا کر100۔ارب روپیہ کیا جائے اور کوشش یہ کی جائے کہ اس اگلے مالی سال میں وہاں پر یہ پورا خرچ ہو۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! "تخت لاہور سے آزادی۔" یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ یہ ساڑھے تین کروڑ عوام، سترہ اضلاع پر مشتمل کی آواز بنتا جارہا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جہاں تھل، تھر اور چولستان میں آپ کے پاس پینے کا صاف پانی نہ ہو۔ایک ہی ٹوبے سے انسان اور جانور اکٹھے پانی پیتے ہوں، جہاں پوری تحصیل میں ایک سکول ہو جبکہ upper Punjab کو سات یونیورسٹیاں بنا کر دے دی جائیں، جہاں لاہور میں سات سرکاری ہسپتالوں کا بجٹ پورے جنوبی پنجاب کے بجٹ سے زیادہ ہو، جہاں نوکریوں کی دعوت صرف upper Punjab لاہور اور فیصل آباد کو دی جائے جبکہ راجن پور، جام پور، روجھان، مظفر گڑھ، میانوالی اور بھکر سے آئے ہوئے نوجوانوں کو حقارت کی نظر سے دیکھا جائے اور ان کو دھتکار دیا جائے، جہاں150۔ارب روپے سے ریل کے منصوبے لاہور کے لئے بنائے جائیں، جہاں پر250۔ارب روپے سے زیادہ کا فنڈ لاہور کی رِنگ روڈ پر لگا دیا جائے تو پھر علیحدہ صوبہ تو بنے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے "جنوبی پنجاب زندہ باد" کی نعرہ بازی)

علیحدہ صوبہ اس وجہ سے بنے گا کہ یہاں پر ریل اور رِنگ روڈ کے پراجیکٹ چل رہے ہیں جبکہ جنوبی پنجاب کے بچے تپتی ریت پر مزدوریاں کر رہے ہیں۔ ہم پاکستان کو مضبوط دیکھنا چاہتے ہیں، ہم پاکستان کو خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں۔ سرائیکی خوشحال ہوگا تو سندھی بلوچی خوشحال ہوگا۔ سندھی بلوچی خوش حال ہوگا تو پختون خوشحال ہوگا، پنجابی خوش حال ہوگا اور پاکستان خوشحال ہوگا۔ ہم upper Punjab کے خلاف نہیں ہیں۔ میں اپنی تقریر کا اختتام کر چکا ہوں لیکن ایک شعر پڑھنا چاہتا ہوں جو آپ کی نذر ہے۔ یہ میں نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ یہ روہی کی دیواروں پر لکھا ہوا ہے۔ میں وہاں سے پڑھ کر آیا ہوں اور آپ کو سنا رہا ہوں۔آپ کو یقیناً اس کا ترجمہ کرانا پڑے گا، آپ کو اس کی سمجھ نہیں آئے گی کیونکہ یہ سرائیکی میں ہے۔

میں ترسّی، میڈی روہی ترسّی، ترسّی ہے ہر جائی
میکوں آکھ نہ پنج دریائی

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ

سید ناظم حسین شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوگا۔ یہ decision ہو چکا ہے اور آپ ماشاء اللہ سینئر ممبر ہیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! آپ نے پنجاب ایوان کے متعلق جو کمیٹی بنائی تھی آپ نے سیکرٹری صاحب سے رپورٹ مانگی تھی۔ آج دو دن گزر گئے ہیں لیکن کچھ نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی دیکھتا ہوں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب سپیکر! ذرا تھوڑا سا تفاوت دیکھ لیں۔ اگر خیبر پختون خواہ کا ممبر آ کر رہے تو اس کے لئے فری، بلوچستان کے ممبر کے لئے فری، سندھ کا ممبر اگر خود رہے تو فری، اگر فیملی رہے تو -/200 روپے، اگر پنجاب کا ممبر جائے تو اس کے لئے -/500 روپیہ، اگر اس کی فیملی رہے تو -/2000 روپیہ، میں نے پہلے بھی یہ point out کیا تھا اور آج دوبارہ آپ کے گوش گزار کر رہا ہوں۔ آپ نے اس دن اس کی رپورٹ مانگی تھی اب اس کا فیصلہ کریں۔ اس کمیٹی کا ممبر مجھے بھی بنایا گیا تھا، اس کا فیصلہ ہونا چاہئے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی دیکھتا ہوں۔

چوہدری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .No point of order جی، میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کا بے حد شکریہ۔ میں سب سے پہلے کامران مائیکل صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ سعادت حاصل کی ہے اور میاں محمد شہباز شریف صاحب وزیر اعلیٰ پنجاب کے vision کے مطابق جو بجٹ پیش کیا ہے وہ ایک متوازن اور pro-poor عوام دوست بجٹ ہے اور اس کے ساتھ ہی میں کامران مائیکل صاحب کو خصوصی طور پر یہ مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ میاں محمد شہباز شریف صاحب نے آئین پاکستان کے حوالے سے equal opportunity کی جو guarantee دی گئی ہے اس کے مطابق ہم سب یکساں اور ایک جیسے ہیں۔ ہم میں کوئی disparity اور اقلیت نہیں ہے اس حوالے سے بھی میں ان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اس کے ساتھ ہی میں اس بات کی بھی تجویز پیش کرتا ہوں کہ اقلیتوں کے لئے جو ایک مخصوص رقم رکھی گئی ہے۔ میں چاہوں گا کہ مسلمانوں کو جس

طرح سے ان کے تہواروں پر سبسڈی دی جاتی ہے ان کے برابر ہی اقلیتوں کو سبسڈی دی جائے تاکہ یہ disparity اور discrimination کا کوئی تصور پیدا نہ ہو۔ جیسا کہ آئین پاکستان میں یہ برابری کی guarantee دی گئی ہے میں اس کی تجویز پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! معزز ممبران حزب اختلاف نے بار بار یہ بات کہی کہ یہ قوم کے ساتھ مذاق ہے اور میں بجٹ کی تقریر کو چھوڑ کر اس مذاق کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ اس قوم کے ساتھ اصل میں مذاق کیا ہے؟ میں مجید امجد کی نظم سے شروع کرتا ہوں جو کہ اس نے دو طرح سے لکھی ہے کہ "راج محل کے اندر اور راج محل کے باہر" میں راج محل کے اندر کا نقشہ تو نہیں کھینچوں گا کیونکہ بہت ساری جبیں پر یہ شکنیں ابھر آئیں گی میں راج محل کے باہر کا نقشہ پیش کر کے شروع کرتا ہوں کہ:

راج محل کے باہر سوچ میں ڈوبے شہر اور گاؤں
ہل کی انی فولاد کے پنجے،
گھومتے پہیے، کڑیل باہیں
کتنے لوگ ہیں جن کی روحوں کو سندیسے بھیجیں
سکھ کی سیجیں
جو ہر راحت کو ٹھکرائیں
آگ پیئں اور پھول کھلائیں

میں اس معزز ممبر کے جواب میں یہ عرض کروں گا کہ اس قوم کے ساتھ سب سے بڑا مذاق یہ ہے کہ 95 فیصد قوم میں سے 70 فیصد لوگ جو دیہاتوں میں آباد ہیں، جن میں چھوٹا کسان، بڑا کسان، ملوں، فیکٹریوں، قالین بافی اور دیگر ملوں اور فیکٹریوں کے مزدور ہیں۔ کم از کم یہ 95 فیصد لوگ بنتے ہیں جن کا کوئی نمائندہ اس اسمبلی کے اندر ہے اور نہ ہی پارلیمنٹ کے اندر ہے اور قوم کے ساتھ سب سے بڑا مذاق یہ ہے۔ یہ قوم اس لئے ترقی نہیں کر پا رہی ہے کہ صرف پانچ فیصد لوگوں کی حکمرانی ہے اور اقلیت کی حکمرانی اکثریت پر مسلط ہے۔ یہ قوم اور ملک اس لئے ترقی نہیں کر رہا۔

جناب سپیکر! میں پیپلز فورم کی دعوت پر بھارت گیا وہاں پر چالیس پچاس لیکچر دیئے، سنے بھی اور اپنی learning بھی کی۔ اسی طرح سے میں بنگلہ دیش بھی اسی فورم کی دعوت پر گیا، انگلینڈ بھی میں اپنے خرچے پر گیا اور ان تمام ممالک کا دورہ بھی کیا ہے۔ میں نے وہاں پر جو قومی ترقی اور سوچ کا نقشہ دیکھا اور جو حقیقت دیکھی ہے وہ یہ ہے کہ 92 فیصد نمائندگی lower middle class and working

class کی ہے۔ بھارت کے اندر بھی 90 سے 95 فیصد نمائندگی اسی طبقہ کی ہے اور بنگلہ دیش کے اندر بھی 90 سے 95 فیصد اسی طبقہ کی نمائندگی ہے۔یہی وجہ ہے کہ جس طبقہ کی نمائندگی جس ایوان کے اندر زیادہ ہو گی وہ اسی طبقہ کے بارے میں پالیسیاں بنائے گی، قانون سازی کرے گی اور اس طبقہ میں خوشحالی آئے گی لیکن ہمارے ہاں افسوس اس بات کا ہے کہ اس ملک کے پانچ فیصد لوگ اقلیت میں ہوتے ہوئے بھی اکثریت پر حکمرانی کر رہے ہیں اور پانچ فیصد حکمران طبقہ کی یہ سوچ ہے کہ ان کے ہاں سو سال بعد پیدا ہونے والا بچہ بھی حکمران پیدا ہو، جب یہ سوچ ہو گی، disparity اور discrimination ہو گی تو وہ ملک اور قوم کیسے ترقی کرے گی؟

جناب سپیکر! یہ اعتراض بھی لگایا گیا کہ اہداف پورے نہیں ہوتے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ بجٹ کے اہداف پورے نہیں ہوتے اور سارا سال بجٹ آتا رہتا ہے، بجٹ سے پہلے بھی بجٹ آتا رہتا ہے، بجٹ آنے کے بعد بھی بجٹ آتا رہتا ہے۔ اس کی بھی بڑی وجہ یہ ہے کہ اداروں کے اندر کرپشن ہے، اس کرپشن کی وجہ سے لوگ متاثر ہوتے ہیں اور بجٹ کے اہداف اور اس کے پھل سے بھی محروم رہتے ہیں۔ موجودہ بجٹ جو کہ pro-poor اور عوام دوست بھی ہے اس میں بہت ساری اچھائیاں بھی موجود ہیں لیکن ہو سکتا ہے کہ ان اداروں کی کرپشن کی وجہ سے وہ اہداف پورے نہ ہو سکیں۔ جب وہ طبقہ انجینئرنگ، ٹھیکیداری نظام میں over estimate اور over invoicing کرتا ہے اور ہر تین مہینہ کے بعد پھر وہ انتظار کرتا ہے کہ ریٹ بڑھیں گے اور ریٹ بڑھنے کے انتظار میں بہت سارے منصوبے دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں اور رقوم lapse ہو جاتی ہیں تو اس لئے بھی یہ اہداف پورے نہیں ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! قوم کے ساتھ جو مذاق کی بات ہوئی ہے، ایک مذاق تو حکمرانی کا ہے اور دوسرا مذاق بجلی کی لوڈشیڈنگ کا ہے۔ ابھی میرے معزز ممبر اور دوست یہ فرما رہے تھے کہ ان کی خدمت میں آپ کے توسط سے عرض کرنا چاہوں گا کہ 2008 کے الیکشن کے نتیجے میں جو اسمبلی وجود میں آئی، ایران حکومت کے ماشاء اللہ شاکری ہماری وفاقی حکومت کے اس وقت کے وفاقی وزیر پرویز اشرف کے پیچھے پیچھے گھومتا رہا اور offer کی کہ ہم کوئٹہ تک بجلی کی transmission line بھی بچھا دیں گے اور آپ کی لوڈشیڈنگ بھی ختم ہو جائے گی لیکن 09-2008 میں ان لوگوں نے ایران سے سستی بجلی لینا گوارہ نہیں کی۔ وہ اس لئے نہیں کی کہ وہ خود اپنے Rental Power Plants لگانا چاہتے تھے اور اس میں جو انہیں kick back ملنا تھی یہ اس کی بڑی وجہ تھی۔

جناب سپیکر! پٹرول کی لوڈ شیڈنگ ہے، گیس کی لوڈ شیڈنگ ہے، بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہے اور یوریا کھاد کے حوالے سے یہ بہت بڑا قوم سے مذاق کیا جا رہا ہے، پورے ملک اور خاص طور پر پنجاب کے ساتھ مذاق کیا جا رہا ہے۔ گیس کی لوڈ شیڈنگ کے ذریعے یوریا کے جو مقامی یونٹ تھے ان کی پیداوار میں کمی واقع ہوئی ہے لیکن جب پنجاب حکومت نے وفاقی حکومت کو خط لکھا کہ یوریا کھاد باہر سے منگوائی جائے تو اس پر بھی غور نہیں کیا گیا اور پھر سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کے ساتھ میٹنگ میں یہ بات طے ہوئی کہ مرکزی حکومت کو کہا جائے کہ TCP کو کہے کہ وہ کھاد import کرے، اس کے علاوہ وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے بھی ان سے رابطہ کیا لیکن یہ کھاد منگوانے میں دیر کر رہے ہیں اور پچھلے سال کی طرح اس سال بھی وہ لیٹ آ رہی ہے اور مارکیٹ میں اس وقت یوریا کھاد 850/- سے 1250/- روپے فی 50 کلو بوری فروخت ہو رہی ہے۔ اس کے علاوہ سب سے بڑا مذاق جو ابھی تک عوام کو نہیں پتا چلا اور اس ایوان کو بھی نہیں پتا چلا وہ یہ ہے کہ تین رکنی کمیٹی نے پٹرولیم کی قیمتوں کو float کر دیا حالانکہ اس کی قیمت بھی مقرر کی جاتی ہے مگر انہوں نے یوریا کی قیمت کو بالکل آزاد کر دیا ہے۔ اس کمیٹی میں تین ممبران شامل ہیں جن میں Minister for Industries, Minister for Food and Senior Representative of Finance Department شامل ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس اب آپ wind up کر دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ان تین لوگوں نے اس کو ڈالر کے ساتھ منسلک کر کے آزاد کر دیا ہے اور اس کی قیمت بھی مقرر نہیں کرنے دی اگر یہ قیمت وقت پر مقرر نہ کی گئی تو یہ 2000/- روپے تک بھی جا سکتی ہے۔ آپ مجھے موقع نہیں دینا چاہتے ہیں یاد نہیں رہے ہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ قوم کے ساتھ مذاق کیا گیا، پنجاب بنک پر ڈاکا ڈالا گیا جیسا کہ میاں محمد شہباز شریف نے 75۔ارب روپے کے ڈاکے کا بتایا۔ آپ کے توسط سے میں اپوزیشن بنچوں کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ فنانس کارپوریشن پر ڈاکا ڈالنے والے کون لوگ تھے، بنکوں سے قرضہ لے کر معاف کرانے والے کون لوگ تھے؟ ہماری معیشت کو ان لوگوں نے ڈبو دیا ہے، ان سے وہ رقم نکلوائی جائے۔ اب تو قاتل، قاتل بھی سمدھی بن گئے ہیں یہ خاص طور پر نوٹ کرنے والی بات ہے۔ انقلاب کی بات قائد محترم میاں محمد نواز شریف صاحب بھی کرتے ہیں اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب بھی کرتے ہیں۔ میں یہ عرض کروں گا کہ انقلاب ایڑیاں رگڑنے سے نہیں آئے گا، جمہوری طریقے سے آئے گا۔ 95 فیصد جو محروم طبقہ ہے جب تک اس کی نمائندگی اس ایوان اور

پارلیمنٹ میں نہیں ہو گی تو کوئی انقلاب نہیں آ سکتا یا پھر یہ انقلاب فرانس کی طرح سے آئے گا کہ ہر چوک میں گلوٹین لگ جائے گی اور بھوک کے مارے ہوئے لوگ اس میں سے لٹیروں کو نکالتے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شعر سُنا دیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! انقلاب کے حوالے سے میں ایک شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ یہ انقلاب ایڑیاں رگڑنے سے نہیں آئے گا، نہ اب ایڑیاں رگڑنے سے چشمے پھوٹیں گے۔

اب نظام زر بدلنا ہو گا سوچ کا محور بھی بدلنا ہو گا
گر نہ ہو ممکن بدلنا جسم کا بادشاہ کا سر بدلنا ہو گا

جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں دو quotations پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ لکھ کر دے دیں۔ (قہقہے)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! نہایت مختصر سی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ایک تو نپولین کی quotation ہے وہ یہ ہے کہ "دس، پندرہ بدمعاش کسی سوسائٹی کو برباد کر سکتے ہیں، نہ نقصان پہنچا سکتے ہیں بلکہ اس سوسائٹی کی بے حسی اس کو نقصان پہنچاتی ہے۔" اب میں سقراط کا بھی ایک قول پیش کرنا چاہتا ہوں اس نے ہزاروں سال پہلے کہا تھا کہ "ہر دیانتدار سیاستدان زیادہ دیر نہیں چل سکتا"۔ بجٹ پر بات کرنے کا تو مجھے وقت ہی نہیں دیا گیا۔ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں ایک آخری بات دانش سکول کے بارے میں کہہ دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، اب آپ شعر اور quotation کے علاوہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر آمنہ بٹر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No point of order please. جی، مہر اعجاز احمد اچلانہ!

مہر اعجاز احمد اچلانہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حمد ہے اس ربّ جلیل کی جس نے کائنات بنائی اور ہزاروں لاکھوں کروڑوں درود و سلام اس ذات اقدس پر جو وجہ تخلیق کائنات بنی۔ لیل و نہار کے اس میزان حیات میں گزرے ماہ و سال کیا اہمیت رکھتے ہیں جہاں گردشِ زمانہ اپنی نامعلوم منزل کی طرف رواں دواں ہے۔ گرد، سفر انسانی آنکھوں کو دھندلانے کا سبب بنتی ہے تاہم اس سفر میں کچھ لوگ شب تاریک میں آنے والوں کے لئے چراغ راہ اور قندیل روشن کا کام دیتے ہیں انہی تاریخ ساز شخصیات میں ایک نام وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا ہے جس کی قیادت میں حکومت پنجاب نے عہد حاضر کی سختیوں اور زمانے کے نشیب و فراز سے نبرد آزما ہو کر تندی باد مخالف سے ٹکراتے ہوئے بے خوف و خطر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے قوم کو پستیوں اور گہرائیوں سے نکالنے کی ہر ممکن کوشش وسعی کی ہے اور یہ بجٹ پیش کیا ہے۔ (شور و غل)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House.

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! میرا تعلق جنوبی پنجاب سے ہے۔ سرائیکی بیلٹ کا اہم خطہ تھل میرا حوالہ ہے۔ یہاں پر جنوبی پنجاب جسے میں سرائیکی بیلٹ کہتا ہوں سرائیکی خطہ کی محرومیوں کا ذکر ان لوگوں نے کیا جو سرائیکی ہوتے ہوئے اپنی زبان سے واقف ہیں اور نہ ہی ان کی محرومیوں سے واقف ہیں بلکہ بااختیار ہوتے ہوئے یہاں پر اپنی ان محرومیوں کا ذکر کرتے ہیں۔ مجھے آج انتہائی خوشی ہوئی جب یہاں پر کھڑے ہوئے میرے ایک ساتھی نے سرائیکی سپوت ہونے کے ناتے سرائیکی علاقے کی محرومیوں کا ذکر کیا ہوتا۔ انہوں نے ایک شعر پڑھا جس میں انہوں نے کہا کہ:

میں ترّسی میڈی روہی تسی
میکوں آکھ نہ پنج دریائی

میں اس ایوان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ 'ترسی' سرائیکی کا لفظ نہیں ہے۔ جب وہ لفظ بھی نہیں جانتے، اصل لفظ 'تسی' ہے۔ ترسی "ترس کھانے کو" کہتے ہیں تسی "پیاسے" کو کہتے ہیں۔ پہلے تو میں ان کی تصحیح کروں گا:۔

میں تِسّی میڈی روہی تسی
میکوں آکھ نہ پنج دریائی

جو ان الفاظ سے واقف نہیں ہے وہ اس محروم اور مجبور خطے کی محرومیاں کیا دور کریں گے ؟ وہ آج وفاقی حکومت میں رہتے ہوئے اپنے حلقہ ملتان سے تو نہیں نکل سکے لیکن مجھے یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ وہ ہمارے سرائیکی خطے بھکر سے لے کر روہی تک کی ترجمانی کر رہے تھے۔ ہاں، ہاں! مجھے کہنے دیجئے میرا خطہ انتہائی پسماندہ ہے اس سرائیکی خطہ میں بیٹ، تھل روہ، روہی، دامان آتے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ آج سے قبل وہاں پر غربت تھی۔ (شور وغل)

MR DEPUTY SPEAKER: Order in the House.

مہر اعجاز احمد اچلانہ: اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں پر سکول نہیں تھے۔ آج میں کس طرح کہوں کہ وہاں پر سکول نہیں ہیں جبکہ میرے ضلع لیہ میں 132 سکول اپ گریڈ اور نئے بنے ہیں آج میں کیسے کہوں کہ میرے ضلع میں دو نئے کالج مکمل ہونے کو ہیں اور ایک کالج کی سنگ بنیاد رکھ دی گئی ہے۔ میرے ضلع میں بہادر سب کیمپس، بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی اس ADP میں شامل کیا گیا ہے۔ میں کیسے کہوں ہمارے پاس ایک Para-Veterinary School بھی نہیں تھا وہاں Veterinary College منظور ہو چکا ہے۔ آج میرے ضلع میں ایسے ادارے بن رہے ہیں جو وزیر اعظم کے ضلع میں نہیں ہیں۔ لیہ میں ایک پیرامیڈیکل سکول مکمل ہو گیا ہے جو وزیر اعظم کے ضلع میں نہیں ہے۔ میں صرف اپنے ضلع کی بات کر رہا ہوں میرا تعلق ruling party سے ہے میں ان علاقوں کی بھی نشاندہی کر سکتا ہوں جو اپوزیشن کے حلقے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کا وقت دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: مجھے انتہائی افسوس ہے کہ یہاں پر کھڑے ہوئے۔ جنوبی پنجاب کے ایک ممبر نے کہا کہ وہاں پر roads نہیں ہیں، وہاں پر سکول نہیں ہیں، ان کے علاقوں میں، پہاڑی علاقوں میں 20 فٹ کی سڑکیں ان کے گاؤں کو جاتی دیکھی ہیں اور اسی دور میں بنتی ہوئی دیکھی ہیں۔ اب ان علاقوں میں دانش سکول بھی بن رہے ہیں۔ لاہور جہاں ان کے گھر ہیں وہ کہتے ہیں ہم تخت لاہور کے غلام ہیں، ہمیں تخت لاہور کی غلامی نہیں چاہئے، اگر آپ کو غلامی نہیں چاہئے تو آپ نے یہاں پر گھر کیوں بنائے ہیں ؟ اس forum پر آپ نے یہ کہا "اساں قیدی تخت لہور دے" تو وہاں کے شہریوں نے اس علاقے کے سرداروں کے متعلق جو کہا ہے کہ "چوٹی دا وسدا چٹ چائی ونج، سردار کوں آکھیں اوکھے ہیں" وہ بھی انہیں یہاں پڑھنا چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! میں اپنے ساتھ ملحقہ ضلع مظفر گڑھ کی بات کروں گا جہاں پولی ٹیکنیکل کالج، ڈیرہ دین پناہ میں کالج، چوک سرور شہید میں دو کالج، سناواں میں کالج اور میں یہ بات اپوزیشن کے حلقوں کی کر رہا ہوں۔ اسی طرح ملتان، بہاولپور، رحیم یار خان اور بہاولنگر کے لئے بے شمار ترقیاتی منصوبے اس بجٹ میں شامل کئے گئے ہیں۔ میں نے پچھلے بجٹ اجلاس میں اپنے ضلع کے اندر پانی میں آرسینک کی نشاندہی کی تھی، اس بجٹ میں اس کے لئے پیسے بھی رکھ دیئے گئے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم سرائیکی لوگ پسماندہ ہیں لیکن آج وہ ہماری بات کرتے ہیں جنہوں نے پچھلے دور میں، آپ بھی اس اسمبلی میں موجود تھے، میں بھی موجود تھا سرائیکی عوام کا استحصال کیا اس سے بڑھ کر اور کیا استحصال ہو سکتا ہے کہ انہوں نے اپنے دور حکومت میں ایک ادارہ Punjab Institute of Language, Art and Culture بنایا تو انہوں نے اس میں صرف پنجابی زبان کو رکھا۔ باقی پنجاب میں بولی جانے والی بولیوں کو نظر انداز کر دیا گیا اور ایک ہی بولی پنجابی کو اس میں شامل کیا۔ میں اپنے سرائیکی بھائیوں کو کہتا ہوں کہ اس وقت کی حکومت جس نے ہماری تہذیب و تمدن، کلچر اور زبان کو بھی ignore کیا آج وہی جماعت ہمیں صوبہ دینے پر تلی ہوئی ہے۔ میں سرائیکی بھائیوں سے کہوں گا کہ:

ماء بولی کوں جے بُھل ویسیں
تاں ککھاں وانگ رُل ویسیں

آج وہ ہمیں صوبہ دینا چاہتے ہیں، ہاں ہم صوبہ لینا چاہتے ہیں پہلے ہمیں کالا باغ ڈیم دو، پہلے ہمیں گریٹر تھل کینال بنا کر دو، پہلے ہماری تھل کینال کی remodeling کر دو، پہلے ہمیں ہمارے وہ حقوق لوٹاؤ جو آپ نے غصب کئے ہوئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن یہاں پر جو تنقید کرتی ہے خواہ کوئی عام ممبر اسمبلی ہو، وزیر اعظم کا بیٹا ہو، وہ جو نشاندہی کرتے ہیں اور پنجاب حکومت کی deficiencies بیان کرتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ مرکز کی بھی جو کمی اور کوتاہی یہاں بیان کرتے ہیں وہ صحیح کرتے ہیں۔ انہیں بھی علم ہے کہ یہ کمی اور کوتاہی خواہ مرکز کی ہو یا صوبے کی یہی حکومت اسے پورا اور درست کرے گی۔ یہی قیادت ہماری محرومیوں اور مجبوریوں کا ازالہ کرے گی۔ اس میں کوئی شک نہیں اگر میں یہ کہوں کہ:

مٹی کی محبت میں ہم آشفتہ سروں نے
وہ قرض اُتارے ہیں کہ واجب بھی نہیں تھے

جناب والا! Remote اضلاع خواہ وہ سرائیکی خطہ سے ہوں، پوٹھوہار سے تعلق رکھتے ہوں یا upper Punjab سے تعلق رکھتے ہوں ان کا خاص خیال رکھا جائے اور اس سلسلے میں model district بنائے جائیں جو سب سے زیادہ پسماندہ ضلع ہے ترقی کی ابتداء وہاں سے کی جائے۔ میں یہ بھی کہوں گا کہ ہمیں عارضی relief نہیں چاہئے، ہمیں مستقل بنیادوں پر اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے۔ وہاں پر انڈسٹری لگائی جائے، جس طرح میرے ایک محترم بھائی نے کہا ہے کہ ہماری 70 فیصد آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے لیکن ہم یہاں دیہاتوں سے آئے ہوئے نمائندے بھی شہروں میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ شہروں کی تہذیب و تمدن کو اپناتے ہیں، ان لوگوں کے دکھوں، تکلیفوں اور مجبوریوں کو بھول جاتے ہیں۔ ہمیں اس بات کو مدنظر رکھنا ہوگا کہ اگر دیہات ترقی نہیں کریں گے تو پھر پنجاب اور نہ ہی پاکستان ترقی کرے گا۔ دیہات میں بسنے والے کسانوں کا جو بُرا حال ہے اس کے متعلق بھی اگر یہاں بات ہوتی تو بہتر تھا۔ پچھلے سال کھاد -/750 روپے کی تھی اور آج ساڑھے چودہ سو روپے کی ہے۔ اس کا اندیشہ ہے کہ کھاد ممکن ہے کہ آئندہ نہ ملے یا اس سے بھی ڈبل قیمت -/2800 روپے میں لینی پڑے۔ کھاد کی انڈسٹریاں جو پنجاب میں ہیں انہیں آج گیس نہیں دی جا رہی، بجلی کی لوڈ شیڈنگ کا مسئلہ انہیں درپیش ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ مہنگائی کا بحران، تیل کا بحران، گیس کا بحران اس کے متعلق بھی یہ کہتے ہیں کہ پنجاب حکومت اس کی ذمہ دار ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری قیادت نہ صرف صوبے بلکہ ملک کی بہتری اور بھلائی کے لئے international level پر بھی کوششیں کر رہی ہے۔ ہمارے قائد میاں محمد شہباز شریف نے ترکی میں جا کر، ایران میں جا کر اور چائنا میں جا کر پنجاب، سرائیکی اور نہ ہی upper Punjab بلکہ پاکستان کے مفاد کی بات کی ہے۔ جن کا عزم ہے کہ:

خون دل دے کر نکھاریں گے رُخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

جناب سپیکر! یہ باتیں تو بہت کرتے ہیں، اس ایوان میں بیٹھا ہوا کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ میرا صوبائی حکومت یا وفاقی حکومت سے کوئی واسطہ نہیں۔ مجھے انتہائی خوشی ہوتی اگر یہاں پر بیٹھا ہوا کوئی بھائی یہ کہتا کہ پنجاب میں خصوصاً سرائیکی خطے میں جو محرومی ہے، یہ لوگ پورا نہیں کر سکے ہم پورا کریں گے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب والا! ہم کر رہے ہیں۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ Chair کو مخاطب کریں اور wind up کریں۔ آپ کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب والا! یہ wind up کرنے دیں گی تو میں کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ wind up کیجئے۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! آج یہاں پر جو باتیں کی جاتی ہیں وہ ہمیں محرومی اور مجبوریوں سے نکالنے کے لئے نہیں بلکہ ہمیں مایوسیوں کی طرف لے جاتی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تنقید ہو، تنقید برائے اصلاح ہونی چاہئے، تنقید برائے تنقید نہیں ہونی چاہئے۔ یہاں پر model villages کا بھی ذکر کیا گیا تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ model villages پنجاب حکومت کی رقم سے نہیں، اس رقم سے بنائے جا رہے ہیں جو چیف منسٹر پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی request پر لوگوں نے donation دی ہے۔ اسی طرح سستی روٹی پر بھی اعتراضات کئے گئے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں وہ بات کرنی چاہئے جسے آج اور کل بھی ہم own کریں۔ ایک طرف تو ہم روٹی، کپڑا اور مکان کا نعرہ لگاتے ہیں دوسری طرف سستی روٹی اور آشیانہ سکیم پر تنقید کرتے ہیں۔ ہمارے قول وفعل میں تضاد نہیں ہونا چاہئے۔ میں اپنے بھائیوں سے کہتا ہوں کہ آپ نے اور ہم نے پچھلے دور حکومت میں جو باتیں کی تھیں، ہم دوست رہے ہیں۔ انہوں اس وقت جو باتیں کی تھیں یا اس دور حکومت میں جو باتیں کی تھیں، آئیں آج بھی کہیں میں نعرہ لگواتا ہوں "بی بی ہم شرمندہ ہیں، تیرے قاتل زندہ ہیں" آئیں میں نعرہ لگواتا ہوں "مشرف کا جو یار ہے، غدار ہے، غدار ہے۔" اگر وہ باتیں اس وقت صحیح تھیں تو آج بھی ہمیں وہ صدا بلند کرنی چاہئے۔ اگر ہم نے وہ غلط کہا تھا تو ہمیں آج قوم کے سامنے معافی مانگنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب آپ اپنی تقریر wind up کریں۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! آج ہم مشکل دور سے گزر رہے ہیں، بحران کا وقت ہے لہذا بحران کے اس ماحول میں متانت ہونی چاہئے، اور ہمیں انقلابی طریقے سے کام کرنا چاہئے اور اس انقلابی طریقے پر کام کرنے کے لئے متحرک اور پُر خلوص قیادت کی ضرورت ہے وہ میاں محمد نواز شریف ہیں، میاں محمد شہباز شریف ہیں جو جامع لائحہ عمل بنا کر منصفانہ پالیسی کے تحت نہ صرف صوبے بلکہ ملک کو خوشحال بنانا چاہتے ہیں۔ میں اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہاں پر بیرونی قرضوں کی بات کی گئی تھی اس سلسلے میں ہماری قیادت نے فرمایا ہے کہ ہمیں ایسی امداد نہیں چاہئے جو انسان کی تذلیل اور تحقیر کے بدلے میں ملے۔

محترمہ نرگس فیض ملک: جناب سپیکر! یہ تو دوسرے ممبران کا ٹائم لے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچلانہ صاحب! اب آپ تشریف رکھیں، ایوان کا وقت دس منٹ بڑھایا جاتا ہے۔ ملک جہانزیب وارن صاحب!

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! میں دو شعر پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اچھا شعر سنا دیں۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ:

ظالم دے امدادی لوگ
خون پیون دے عادی لوگ
منصف آپ لٹیرے بن گئے ہن
کن ونجن فریادی لوگ

جناب سپیکر! شکریہ۔ آپ نے مجھے دو شعر پیش کرنے کے لئے ٹائم دیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ شعر سنائیں لیکن اشارے نہ کریں۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ: جناب سپیکر! میں آپ کو اشارہ کر رہا ہوں باقی تو کسی کو نہیں کر سکتا۔ ہماری بات وہ کرتے ہیں جو اسلام آباد اور لاہور میں ائر کنڈیشنوں میں رہتے ہیں۔ میں تھل کی مٹی کے ایک دیہات میں رہنے والا ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے۔ یہ سرائیکی کی بات کرتے ہیں تو مجھے خوشی ہوتی ہے لیکن ان کے قول و فعل میں تضاد ہے سرائیکی سننا بھی پسند نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ جمعہ کا ٹائم ہے اس لئے آپ صرف شعر سنا دیں۔

مہر اعجاز احمد اچلانہ:

ہک دریا اے جو موجاں مڑیندا پیارے
ڈکھ دا عذاب بس ہک کنارہ بھگیندا پیارے
میں حیران ہاں بلیار چپ اے
تے گنگا بولیندا پیارے

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک جہانزیب وارن صاحب!

چودھری شوکت محمود بسراء (ایڈووکیٹ): میرے بھائی کی دانش پر انہیں دانش سکول میں داخل کرا دیں۔

سردار ملک جہانزیب وارن: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں اپنی بات کی ابتدا ایک شعر سے کر رہا ہوں۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت بدلنے کا

جناب سپیکر! بجٹ کسی بھی ملک یا صوبے کا ایسا تخمینہ یا میزانیہ ہے جس میں وسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے مسائل کے حل کے لئے مالی اخراجات کی تقسیم کی جاتی ہے۔ جب مسائل بے شمار ہوں اور وسائل انتہائی محدود ہوں تو ان حالات میں بجٹ کی ترتیب یقیناً نہ صرف بہت مشکل ہوتی ہے بلکہ حکومت وقت کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج اور امتحان ہوتا ہے۔ موجودہ بجٹ ایسے حالات میں پیش کیا گیا ہے جب پورے صوبے میں انرجی کے انتہائی شدید بحران کا سامنا ہے جس میں بجلی کا بحران ہے، گیس کا بحران ہے، تیل کا بحران ہے یہاں تک کہ تیل کی قیمتوں میں ناقابل برداشت اضافہ کیا گیا ہے۔ اگر ایسی صورتحال ہو تو ترقی کا پہیہ نہ صرف سست بلکہ jam ہو کر رہ جاتا ہے۔ فیکٹریاں بند، پیداوار ختم ہو گئی ہے اور پھر ایسی صورتحال کہ سیلاب جیسی قدرتی آفات کا مقابلہ اور دہشت گردی کا سدباب کرنا پڑے تو حکومت وقت شدید معاشی دباؤ کا شکار ہو جاتی ہے۔ اگر ان حالات میں غیر جانبداری سے موجودہ بجٹ کا تجزیہ کیا جائے تو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ اس بجٹ میں وزیر اعلیٰ اور قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی قائدانہ صلاحیتوں کا ثبوت ملتا ہے اور وہ نہ صرف پنجاب اور پاکستان بلکہ بیرونی ممالک میں بھی ایک انقلابی لیڈر کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! موجودہ بجٹ وزیر خزانہ کامران مائیکل صاحب نے انتہائی خوبصورت اور مؤثر انداز میں پیش کیا، موجودہ بجٹ میں ٹیکسوں میں اضافہ نہیں کیا گیا بلکہ taxation کے دائرے کو وسیع کر کے ریونیو میں اضافہ کیا گیا ہے اور اس طرح وسائل میں اضافہ کیا گیا ہے۔ جہاں تک مسائل کے حل کے لئے وسائل کی تقسیم کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں غریب آدمی کا معیار زندگی بلند کرنے اور بے روزگاروں کو روزگار مہیا کرنے کی بھرپور کوشش کی گئی ہے جس میں غریب طلباء کے

وظائف، غریبوں کی مفت تعلیم، دانش سکولوں کی صورت میں غریب کے بچے کے لئے بھی اعلیٰ اور معیاری تعلیم کا انتظام، غریب کسانوں کے لئے ٹریکٹروں میں سبسڈی، غریب بے گھر لوگوں کے لئے آشیانہ ہاؤسنگ سکیم۔یہ وہی خواب ہے اور یہ ان کی ہی تعبیر ہے جو قائد پنجاب میاں محمد شہباز شریف کی سوچ کی عکاسی کرتی ہے۔خادم اعلیٰ پنجاب کے دل میں وہ درد جس کی وجہ سے ایک غریب، یتیم اور لائق بچے کو انعام دیتے ہوئے ان کی آنکھوں میں آنسو امڈ آتے ہیں، یہ اس درد کا نتیجہ ہے کہ آج بجٹ میں غریبوں اور ان کے بچوں کے لئے خصوصی ترجیحات رکھی گئی ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جہاں ایسی قیادت ہو میں وہاں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ قوموں کا مستقبل روشن ہوتا ہے۔اس بجٹ کے چند خاموش points کا ذکر کرنا چاہوں گا کہ سب سے بڑا انقلابی کام جو قائد انقلاب خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف صاحب نے کیا ہے وہ ہے خود انحصاری اور بیرونی قرضوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے چھٹکارا، اپنے قدموں پر کھڑے ہونے کا فیصلہ اور دیگر ممالک سے امداد اور قرضوں کی صورت میں بھیک نہ لینا۔ ان قرضوں اور امداد لینے کا کشکول توڑنے کے جرات مندانہ، دلیرانہ اور انقلابی فیصلے نے صوبے کی عوام کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔یہ تاریخی فیصلہ ہے اور زندہ قومیں ایسے ہی فیصلوں سے اپنا وقار اور عزت حاصل کرتی ہیں۔میں قوم کی تقدیر بدل دینے کے فیصلے پر قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف اور خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میرے قائد نے قوم کو غیر ترقیاتی اخراجات کو محدود اور کفایت شعاری کی ترغیب دے کر صوبے میں ایک صحیح اسلامی مملکت کے تصور کو عملی جامہ پہنایا اور وزراء کی تنخواہوں میں 25 فیصد تک کمی کر دی۔ بجٹ کی نمایاں خوبی وسائل کے استعمال کی ترجیحات پر depend کرتی ہے اور اسی کے پیش نظر معاشی طور پر کمزور طبقے کے بچوں کے لئے تعلیم کے اعلیٰ معیار کا بندوبست کیا گیا ہے۔ مخدوم ارتضیٰ صاحب! آپ کی نذر کر رہا ہوں کہ میری ڈویژن میں تین دانش سکول بن گئے ہیں۔ مخدوم صاحب ایچیسن کے پڑھے ہوئے ہیں جبکہ میرا بچہ دانش سکول سے پڑھ کر ان کا مقابلہ کرے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایچیسن کالج اور بیکن ہاؤس کے معیار سے بہتر تعلیم دانش سکول میں دی جائے گی۔

جناب سپیکر! صوبے کی ترقی کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے منصوبہ جات ترتیب دیئے گئے ہیں کہ جن کی تکمیل سے ہمارا صوبہ ایک ترقی یافتہ اور مثالی صوبہ بن جائے۔آئندہ بجلی کی کمی کے بحران سے نمٹنے کے لئے 500 میگاواٹ بجلی پیدا کرنے کی منصوبہ سازی کی گئی ہے جس کی لاگت 9۔ارب روپے

ہے۔اسی طرح دیہات میں شمسی توانائی سے چلنے والے ٹیوب ویل نصب کئے جائیں گے،اس مد میں ایک ارب 36 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! اقلیتوں اور مسیحی بھائیوں کے کرسمس اور دیگر مذہبی رسومات کے موقع پر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے گی اور ان دنوں میں 20 کلو آٹے کا تھیلا -/400 روپے میں فراہم کیا جائے گا۔اس عمل سے ان میں نہ صرف احساس اپنائیت اور ہم آہنگی کو فروغ ملے گا بلکہ ان میں احساس برابری بھی پیدا ہوگا۔یہی وجہ ہے کہ موجودہ بجٹ کو پیش کرنے کے لئے قائد محترم میاں محمد شہباز شریف نے اقلیت کے وزیر جناب کامران مائیکل کو وزارت خزانہ کا اہم ترین قلمدان سپرد کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایوان کا وقت پانچ منٹ بڑھایا جاتا ہے۔

سردار ملک جہانزیب واران: جناب سپیکر! جہاں تعلیم کے شعبے کو خاطر خواہ اہمیت دی گئی ہے اسی طرح صوبے میں عوام کی صحت کے معیار کو بہتر کرنے کے لئے بھی کوشش کی گئی ہے۔نہ صرف ہسپتالوں کو بنیادی سہولیات سے آراستہ کیا گیا بلکہ چار نئے میڈیکل کالجوں کا اجراء بھی کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! بے روزگاری ختم کرنے کے لئے غریب ترین طبقہ کی طرف توجہ دی گئی ہے۔میں چولستان کا رہنے والا ہوں۔مجھ سے بہتر کوئی نہیں جانتا کہ میرے قائد نے چولستان کی شکار گاہیں غریبوں میں تقسیم کرنی شروع کر دی ہیں۔چولستان کی وہ زمین جو کہ پچھلے 63 سال سے صرف شکار گاہوں کے لئے استعمال ہو رہی تھی،وہاں پر وڈیرے اور بڑے لوگ جا کر شکار کھیلتے تھے اب یہ زمین غریبوں میں بانٹی جا رہی ہے۔ان وڈیروں کو اس چیز کا بڑا دکھ ہے۔وہاں پر لائیو سٹاک کے ڈیری فارم بن رہے ہیں۔میں وثوق سے کہوں گا کہ میرا لیڈر اس زمین کا ایک ایک مرلہ غریبوں میں تقسیم کرے گا۔

جناب سپیکر! یہاں پر واٹر فلٹریشن پلانٹ کے حوالے سے باتیں کی گئی ہیں۔میں کہتا ہوں کہ واٹر فلٹریشن پلانٹ جو کہ سات لاکھ روپے میں بنتا ہے وفاقی حکومت نے اس کی لاگت 28 یا 75 لاکھ روپے بتائی ہے۔میرے قائد نے ان کی کرپشن پکڑی ہے۔میں دعوے سے کہتا ہوں کہ 12۔ارب روپے کی کرپشن ہوئی ہے۔میں وثوق سے کہتا ہوں کہ اس بجٹ کے بعد میری حکومت اور میرے قائد یہی واٹر فلٹریشن پلانٹ 7 لاکھ روپے میں لگا کر دیں گے۔

جناب سپیکر! یہاں پر ذکر ہوا کہ جنوبی پنجاب میں ماڈل بازار نہیں بن رہے۔یہ میرے ساتھ میرے شہر بہاولپور چلیں،میں وہاں ان کو ماڈل بازار دکھادوں گا۔اگر نمائندگان سوئے رہیں تو پھر کام

کیسے ہوں گے ؟ میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ کے بعد وہاں میرے علاقے میں ماڈل بازار کا افتتاح ہونے والا ہے۔ میں ان کو یہ دکھاؤں گا کہ جنوبی پنجاب اور بہاولپور میں ماڈل بازار موجود ہیں۔

جناب سپیکر! اگر ایچیسن کالج میں داخلے کے حوالے سے پچھلے دو سالوں کے ریکارڈ کو دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ وہاں پر دو سو پچاس نئی سیٹوں کا اضافہ ہوا ہے لیکن کیا وہاں پر کسی غریب کا ایک بچہ بھی موجود ہے ؟ اگر غریب کا ایک بچہ بھی وہاں پر پڑھ رہا ہو تو میں استعفیٰ دے دوں گا۔ ایچیسن میں ان نئی سیٹوں پر بھی تمام بچے امراء اور بڑے لوگوں کے داخل ہوئے ہیں۔ یہ زیادتی نہیں تو اور کیا ہے ؟

میں آخر میں اپوزیشن کے ساتھیوں اور ان کی پوری قیادت کی نذر کچھ اشعار کرنا چاہتا ہوں:

خُدا کرے کہ مری ارض پاک پر اُترے
وہ فصل گل جسے اندیشہ زوال نہ ہو
یہاں جو پُھول کھلے وہ کھلا رہے برسوں
یہاں خزاں کو گزرنے کی بھی مجال نہ ہو
یہاں جو سبزہ اُگے وہ ہمیشہ سبز رہے
اِور ایسا سبز کہ جس کی کوئی مثال نہ ہو
گھنی گھٹائیں یہاں ایسی بارشیں برسائیں
کہ پتھروں سے بھی روئیدگی محال نہ ہو
خدا کرے کہ وقار اس کا غیر فانی ہو
اور اس کے حسن کو تشویش ماہ و سال نہ ہو
ہر ایک فرد ہو تہذیب و فن کا اوج کمال
کوئی ملول نہ ہو، کوئی خستہ حال نہ ہو

بہت شکریہ۔ پاکستان پائندہ باد

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ چونکہ جمعہ کا وقت ہے اس لئے اب میں اجلاس ختم کرنا چاہتا ہوں لیکن اجلاس ختم کرنے سے پہلے میں صرف اتنا بتا دوں کہ سوموار کا دن بحث کا آخری دن ہو گا، اس دن جتنی بھی list ہو گی اس کو ہم exhaust کریں گے جس طرح کہ ہم نے کل کی تھی۔ اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 20۔ جون 2011 بوقت 3-00 بجے سہ پہر تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔